بخاری شریف سالانہ 1427 سن 2006ء

سوال نمبر ۱ :

(الف) جلیل القدر صحابی ہیں اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے سب سے پہلے رسول اللہ کی حدیثیں انھوں نے لکھیں۔ ساری رات قیام کرتے چراغ بجھا کر اتنے روتے کہ آنکھیں دھنس گئیں۔ انھوں نے نبی پاک سے حدیث لکھنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی۔ انہیں لوگوں نے کہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سنی ہوئی بات مت لکھا کرو۔ کیونکہ آپ کبھی خوشی میں بولتے ہیں اور کبھی ناراضگی میں تو انھوں نے یہ آپ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا میری ہر بات لکھ لیا کرو۔ کیونکہ میری زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔ یزید کی بادشاہی کے زمانے میں ۶۳ھ میں جنگ حرہ جاری تھی تو انھوں نے وصال فرمایا۔

سوال نمبر ۲ :

(ا) علم اور معرفۃ کے درمیان فرق :

معرفۃ دل کا فعل ہے اور ایمان اگرچہ دل کا فعل ہے لیکن دل کے تمام افعال میں سے افضل ترین ہے اور علم عموماً دوسرے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جبکہ معرفۃ خود بخود حاصل ہوتی ہے

(ii) مناسبۃ

اس ترجمہ کو کتاب الایمان کے ساتھ مناسبۃ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کی توحید و صفات کا علم یہ ایمان کا حصہ ہے تو اس طرح معرفۃ کو ایمان میں دخل ہے

(iii)

امام بخاری آیت سے یہ استدلال کر رہے ہیں کہ دل کے پختہ کاموں پر مواخذہ ہوتا ہے جس سے ثابت ہوا

کہ معرفت دل کا فعل ہے اور قابل مواخذہ۔
نبی کا قول کہ میں تم سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور معرفت دل
کا فعل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیکن تمہارے دلوں کے
کاموں پر مواخذہ کرتا ہے

(ب)

(ترجمہ)

حضرت عائشہؓ نے کہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
جب صحابہ کو حکم دیتے تو ان کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ
کر سکتے صحابہ نے عرض کی ہم آپ کی طرح نہیں یا رسول اللہ
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلے اور پچھلوں
کے گناہ بخش دیئے تو آپ ناراض ہو جاتے ناراضگی
کا اثر آپ کے چہرے سے پہچانا جاتا پھر فرمایا کہ میں تم
سب سے زیادہ خوف خدا رکھتا ہوں اور تم میں سب
سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں۔

(تشریح)

دراصل صحابہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ ہمیں مشکل
اور بھاری کاموں کا حکم دیں کیونکہ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں
آپ تو معصوم ہیں لہٰذا ہماری نجات اسی صورت میں
ممکن ہے کہ جب ہم بھاری بھاری نیکیاں اور سخت ترین
عمل کریں گے اس پر نبی پاک نے فرمایا میں تم سب سے
زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہوں لہٰذا بڑی بڑی نیکیاں کرنا
میرے لائق ہے مجھے چونکہ رب کی صحیح پہچان اور
علم ہے لہٰذا مجھے مشکل اعمال پر ہمیشگی کرنی ہے
لیکن اس کے باوجود میں وہ بھاری نیکیاں جو تم کرنا
چاہتے ہو نہیں کرتا اس لیے کہ وہ اللہ نے

حکم اور اسکی مشیت کے خلاف ہے۔

سوال نمبر ۳:

(۱)

(ترجمہ)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر مرو دو مت کیونکہ لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنیوالا صحبت اور اعمال میں ابو بکر ہیں اگر میں اپنی امت سے کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلامی رشتہ اور اسلامی محبت ان کے ساتھ قائم ہے۔ مسجد میں ابو بکر کے دروازہ کے سوا سب دروازوں کو بند کر دیا جائے

ابو بکر رضؓ کے رونے کی وجہ۔

ابو بکر صدیق کا رونے کی وجہ
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فراق اور جدائی تھی کیونکہ آپ نے اپنی وفات کے قریب ہونے کی خبر دی تھی کہ اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے وہ چاہے تو دنیا میں رہے چاہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں آ جائے اس بندے سے ابو بکر صدیق نے آپ کی ذات مراد لی۔

(ii)

خلۃ، اور مودۃ میں فرق

خلۃ اس خالص
محبت کو کہتے ہیں جو ہر ہر رگ میں خون کی طرح جاری ہو اور بے لوث و والہانہ ہو۔
بعض نے کہا ان میں کوئی فرق نہیں صرف اعتباری اختلاف ہے کہ اگر دین اور اسلام کی وجہ سے محبت ہو تو وہ مودۃ ہے اور اگر ان کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہو تو وہ خلۃ ہے

بعض نے کہا ہو وہ بہ محبت کو کہتے ہیں اور خلت اس خاص محبت کو کہتے ہیں جو پاکیزدراست کے ساتھ ہو مشدید ترین ہو۔

(ازن)

صحابہ کرام اگر اپنی طرف سے نبی پاک کو خلیل کہیں اور محبت کا اظہار کریں تو اس میں کوئی قباحت نہیں اس لیے کہ غیر خدا سے خلت کی نفی نبی پاک نے فرمائی تھی کہ میرے دل کی خلت صرف خدا کیلئے ہے صحابہ کرام نے ایسا کوئی دعوای نہیں کیا۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح۔

ابوبکر صدیق کی خلافت

بلافصل کا استدلال کیا گیا کہ میرے نائب ہو کر مسجد میں نماز پڑھائی جائینگے لہٰذا ان کا دروازہ بند نہ کیا جائے اور ظاہر ہے جو نماز میں نبی پاک کا نائب بنے گا تو دنیاوی کاموں میں بھی وہ نائب ہوگا

اس مسئلے پر اور دلائل۔

۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کی امامت کا حکم دیا اور اس پر اصرار فرمایا

۲۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا اپنے کو بلاؤ میں تحریر لکھ دوں تاکہ بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں زیادہ مستحق ہوں

۳۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور مسلمان ابوبکر کے ہوتے ہوئے کسی اور کی امامت کو نہیں چاہتے۔

۴۔ بخاری میں ہے صحابہ نے کہا ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے اور سب سے بڑا عالم نبی پاک کی نیابت کا زیادہ حقدار ہے۔

سوال ۲

الف - ترجمہ :-

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس دن اقامت فرمائی قصر فرماتے ہم جب انیس دن سفر کریں تو قصر کریں گے اور اگر زیادہ کریں تو نماز مکمل کریں گے

ب - ترجمہ

ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ گئے مدینہ سے مکہ کی طرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعتیں پڑھتے حتی کہ ہم مدینہ سے واپس آ گئے میں نے کہا تم مکہ میں کتنے دن ٹھہرے مجھے کہا دس دن۔

(۱) دفع تعارض

پہلی حدیث فتح مکہ کے متعلق ہے اور دوسری حدیث حجۃ الوداع میں تھی

(ii) ہمارے نزدیک پندرہ دن یا اس سے زائد اقامت کرنیوالا نماز پوری پڑھے گا امام شافعی نے کہا چار دن اقامت کرنیوالا نماز پوری پڑھے گا۔ ہمارے مذہب کے خلاف صرف پہلی حدیث ہے

جواب یہ ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقل اقامت کی نیت نہیں فرمائی تھی ارادہ یہ تھا کہ فتح کرکے چلے جائینگے اور ایسی صورت میں دو سال بھی لگ جائیں قصر ہی کرے گا

(iii) ہمارے نزدیک قصر اولی ہے بلا وجہ چھوڑنے والا گناہ گار ہے۔

امام شافعی کے نزدیک قصر جائز ہے کرے ٹھیک ہے نہ کرے ٹھیک ہے

ہمارے مذہب پر دلیل۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ
بن عباس وغیرہ سے طحاوی میں احادیث مروی ہیں۔

پرچہ بخاری شریف 2007ء

سوال اول
حدیث کا ترجمہ

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ وہ مدینہ میں آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد گزرا ہے آپ کس چیز کو خلاف معمول پا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میں کسی چیز کو خلاف معمول نہیں پا رہا سوا اس کے کہ تم صفوں کو قائم نہیں کرتے۔

صفوں کو برابر رکھنے کے متعلق قول جمہور

امام اعظم، امام شافعی اور امام مالک وغیرہ جمہور فقہاء کے نزدیک صفوں کو برابر رکھنا سنت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی پاک نے فرمایا

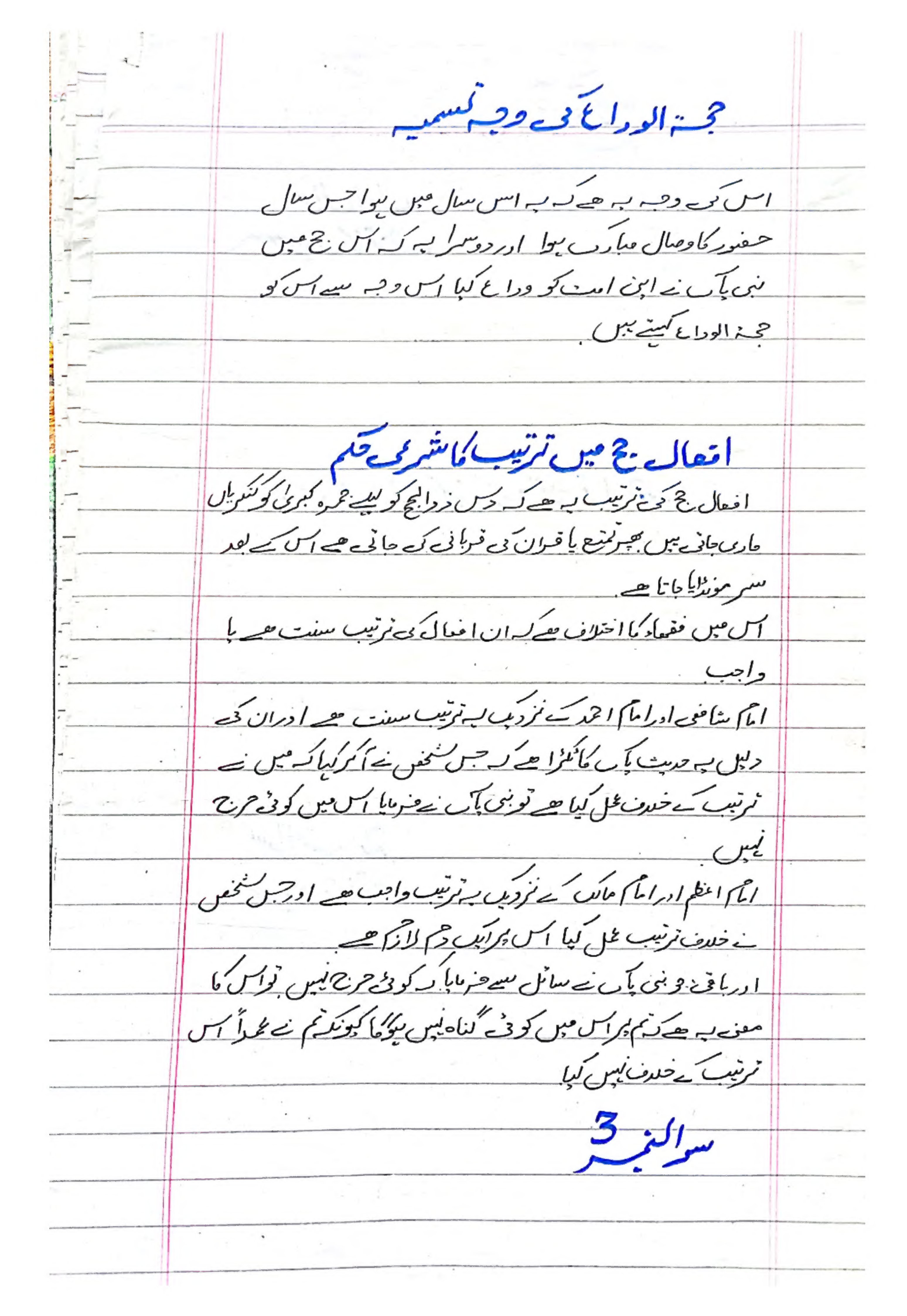
اقیموا الصف فی الصلوۃ فان اقامۃ الصف من حسن الصلوۃ

اور دوسری حدیث پاک میں ہے

سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوۃ

سوال نمبر 2
حدیث کا ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی پاک حجۃ الوداع میں سواری پر تشریف فرما تھے۔ لوگ آپ سے سوال کرنے لگے ایک شخص نے کہا مجھے پتہ نہیں چلا تو میں نے ذبح سے پہلے سر مونڈ لیا۔ نبی پاک نے فرمایا اب ذبح کر لو، کوئی حرج نہیں۔ دوسرے شخص نے آکر کہا مجھے پتہ نہیں چلا تو میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے نحر کر لیا آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لو کوئی حرج نہیں۔ پس اس دن آپ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا گیا جس کو مقدم یا مؤخر کر لیا گیا تھا۔ مگر آپ نے یہی فرمایا: اب کر لو کوئی حرج نہیں



حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس سال میں ہوا جس سال
حضور کا وصال مبارک ہوا اور دوسرا یہ کہ اس حج میں
نبی پاک نے اپنی امت کو وداع کیا اس وجہ سے اس کو
حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

افعال حج میں ترتیب کا شرعی حکم

افعال حج کی ترتیب یہ ہے کہ دس ذوالحج کو پہلے جمرہ کبریٰ کو کنکریاں
ماری جاتی ہیں پھر تمتع یا قران کی قربانی کی جاتی ہے اس کے بعد
سر مونڈایا جاتا ہے۔

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ ان افعال کی ترتیب سنت ہے یا
واجب

امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے اور ان کی
دلیل یہ حدیث پاک کا ٹکڑا ہے کہ جس شخص نے آ کر کہا کہ میں نے
ترتیب کے خلاف عمل کیا ہے تو نبی پاک نے فرمایا اس میں کوئی حرج
نہیں

امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک یہ ترتیب واجب ہے اور جس شخص
نے خلاف ترتیب عمل کیا اس پر ایک دم لازم ہے۔

اور باقی جو نبی پاک نے سائل سے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں تو اس کا
معنی یہ ہے کہ تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کیونکہ تم نے عمداً اس
ترتیب کے خلاف نہیں کیا۔

سوال نمبر 3

بخاری شریف   ضمنہ 2007

سوال نمبر 1

مدت قصر میں موقف احناف وشوافع

جواب.

شوافع کے نزدیک مدت قصر چار دن ہے اگر چار دن سے زیادہ سفر میں ہے تو نماز پوری پڑھے گا.

جبکہ احناف کے نزدیک مدت قصر پندرہ دن ہے یعنی پندرہ دن سے کم اگر سفر میں ہوگا تو نماز قصر ورنہ پوری نماز پڑھنی ہوگی

نماز قصر کرنا سنت ہے یا واجب.

شوافع کے نزدیک نماز قصر کرنا سنت عمل ہے اور اسے اختیار ہے چاہے تو قصر پڑھے اور چاہے تو مکمل نماز پڑھے

ان کی دلیل حضرت عطاء بن ابی رباح کی مروی روایات ہیں جو انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس سے روایت کی ہیں.

جبکہ احناف کے نزدیک نماز قصر کرنا واجب ہے. ان کے مذھب پر بھی احادیث مبارک میں کافی دلائل موجود ہیں.

ایک آدمی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

"جب تمہیں خطرہ ہو کہ کہیں کفار تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں تو نماز قصر کرو"
اب تو لوگ امن میں آ چکے ہیں (کیا نماز پوری نہ پڑھی جائے)
حضرت عمر فاروق نے فرمایا یہی سوال میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔
حضور نے فرمایا یہ اللہ کی طرف سے تم پر انعام ہے پس اس کے انعام کو قبول کرو۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں مکہ اور مدینہ کے درمیان حضور کے ساتھ سفر میں تھا حضور نماز قصر ادا فرماتے۔

ایک آدمی نے حضور پاک سے پوچھا یا رسول اللہ میں سمندری سفر میں رہتا ہوں۔ میں نماز پوری پڑھوں یا قصر۔ آپ نے فرمایا "قصر"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ شروع میں نماز دو رکعت فرض تھی پھر بعد میں مقیم پر چار رکعت فرض ہو گئے۔
ان احادیث کے علاوہ اور بہت سے دلائل نبی پاک اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں نماز قصر ہے

وفد عبدالقیس کو کن برتنوں میں نبیذ سے روکا گیا۔

جواب۔

وفد عبدالقیس نے جب نبی پاک سے ملاقات کی۔ تو حضور نے ان کو چار قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا

(i) حنتم (ii) دبا

(iii) نقیر (iv) مزفت۔

ممانعت کی وجہ

ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شروع اسلام میں لوگ ان برتنوں میں شراب بنایا کرتے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی تو نبی پاک نے شراب کا بالکلیہ سدباب کرنے کیلئے ان برتنوں میں نبیذ سے روکا۔ تاکہ شراب کا چھوٹے سے چھوٹے وسیلہ کا خاتمہ کیا جاسکے

دوسرا یہ کہ شروع میں ان برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی۔ تو جب نبیذ ان برتنوں میں بنائی جاتی تو خطرہ تھا کہ اس برتن کے اثر کی وجہ سے کہیں نبیذ نشہ آور نہ ہوجائے۔

پھر جب شراب کی حرمت کا حکم مشہور ہوگیا تو پھر نبی پاک نے ان برتنوں کو استعمال کرنے کا حکم فرمایا حدیث پاک میں ہے نبی پاک نے فرمایا

میں نے تمہیں کچھ برتنوں کو استعمال کرنے سے روکا تھا بے شک برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتے اور ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

حضرت ابو جمرہ کا معاوضہ

حضرت ابو جمرہ حضرت حضرت ابن عباس کی طرف سے مقرر کردہ ترجمان تھے۔ یعنی جو عجمی آپ کے پاس آتے تھے یہ ابو جمرہ ان عجمیوں کی بات سن کر اسے عربی میں حضرت ابن عباس کو بتاتے پھر حضرت ابن عباس کا فرمان سن کر اسے عجمی زبان میں عجمی لوگوں کو بتاتے۔

حضرت ابن عباس، حضرت ابو جمرہ کو اس کام کا معاوضہ دیا کرتے تھے

اس عمل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دینی امور کو سرانجام دینے پر اجرت لینا جائز ہے

پرچہ بخاری شریف 2008ء

وفد عبد القیس کب اور کہاں آیا۔

جواب۔

وفد عبد القیس فتح مکہ کے سال مدینہ شریف میں آیا
اور اس کا سردار منذر عصری تھا۔ حضور نے اس کا نام اشجع رکھا۔ کیونکہ اس کے منہ پر زخم کا نشان تھا۔

اشج

نماز استسقاء

استسقاء کا لغوی معنی ہے پانی طلب کرنا۔
اصطلاح میں مطلب یہ ہے کہ
جب بارشیں نہ ہوں اور شہر میں قحط زور پکڑ جائے تو اس وقت مسلمانوں کا عیدگاہ کی طرف نکل کر دعا کرنا کہ اللہ کریم اپنے بندوں کو بارش سے سیراب فرما۔

امام شافعی اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ جب بارش نہ ہو اور مسلمانوں میں شدید قحط ہو تو اس وقت مسلمان عیدگاہ کی طرف نکلیں اور اللہ کریم کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری بجا لائیں اور رو کر گڑگڑا کر دعا مانگیں اور دو رکعت نماز استسقاء پڑھیں امام کی معیت میں۔ اور یہ دو رکعت ادا کرنا سنت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک استسقاء میں نماز معروف نہیں ہے بلکہ طریقہ یہ ہے کہ مسلمان عیدگاہ کی طرف نکلیں اور وہاں پہنچ کر اللہ کریم سے دعا مانگیں کہ مولا ہم پر بارش نازل فرما۔ اور فرماتے ہیں کہ چونکہ اللہ کریم کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری بجا لانی ہوتی ہے لہٰذا دعا اس کیلئے کافی ہے ہاں اگر امام لوگوں کو کچھ خطبہ دے دے تو کوئی حرج نہیں

امام صاحب کی طرف سے آیت کریمہ دلیل ہے جس میں ارشاد خداوندی ہے

فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یرسل السماء علیکم مدرارا۔

اور دوسرا امام صاحب کی طرف سے بخاری شریف کی حدیث مبارکہ جو انہوں نے بخاری میں روایت کی ہے وہ دلیل ہے جس میں فرمان ہے کہ حضور جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک دیہاتی نے بارش کا سوال کیا تو حضور پاک نے بارش کیلئے خصوصی نماز ادا نہیں فرمائی بلکہ بارش کیلئے صرف دعا فرمائی اور بارش اگلے جمعہ تک جاری رہی۔

اعلیحضرت علیہ الرحمہ اس بحث کی تحقیق کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ بارش کیلئے نماز پڑھنے کے معاملہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے
صاحبین کا یہ فرمان ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابن عباس نے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

نماز استسقاء میں خطبہ اور چادر پلٹنا۔

چونکہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک استسقاء کیلئے نماز نہیں لہذا وہ فرماتے ہیں کہ خطبہ بھی جماعت کے تابع ہوتا ہے لہذا خطبہ بھی نہیں ہے ہاں اگر امام و خطیب لوگوں کو ڈرانے کیلئے اور لوگوں کی اصلاح کیلئے خطبہ دے بھی دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں

اور صاحبین کے نزدیک یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد لوگ اپنی چادر پلٹ دیں اور گڑگڑا کر دعا مانگیں کیونکہ نبی پاک سے ایسا ثابت ہے
جبکہ امام اعظم کے نزدیک نبی پاک کا یہ فعل صرف نبی پاک کے ساتھ مخصوص ہے

نبی پاک کا فرمان کہ
"مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو"
فرمانے کی وجہ

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء میں
سب سے افضل نبی پاک ہیں بلکہ کائنات
ساری میں اللہ کریم کی ساری مخلوق میں سے افضل
ہیں اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں خود
نبی پاک کا فرمان ہے کہ
انا سید ولد آدم
کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں
اور قیامت کے دن لوائے حمد میرے ہاتھوں
میں ہو گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں

اور فرمایا کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہو گا.
اور یہ حدیث پاک بھی ہے کہ اللہ کریم قیامت
کے دن سب سے پہلے مجھے اپنی قبر سے اٹھائے
گا اور جنت کو سب سے پہلے میرے لیئے
کھولا جائے گا

اس کے علاوہ بہت سی قرآنی آیتیں اور احادیث
مبارک کا مجموعہ نبی پاک کی افضلیت پر دال
ہے.
باقی رہا نبی پاک کا یہ فرمان کہ آپ
نے فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
فضلیت نہ دو
یہ فرمانے کی علماء کرام نے کئی وجوہات
کتب میں بیان فرمائی ہیں.

پرچہ بخاری شریف ۲۰۰۹ء

سوال نمبر 1

موافقات عمر رضی اللہ عنہ کی تعداد میں مختلف اقوال

حضرت عمر نے فرمایا میں نے اپنے رب کی تین امور میں موافقت کی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں تین میں حصر کی وجہ ان کی شہرت ہے ورنہ موافقت کی تعداد پندرہ ہے۔

صاحب الریاض النضرۃ نے کہا ان میں سے نو لفظی، چار معنوی اور دو بطور توریہ ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی نے کہا ایسی آیات سترہ ہیں۔

علامہ امام سیوطی نے تتبع کر کے موافقات سیدنا عمر کی تعداد بیس تک لکھی ہے۔

غلطی سے غیر قبلہ رو نماز پڑھنے والا کیا کرے۔

امام اعظم، امام مالک اور امام بخاری کا مسلک یہ ہے کہ جس نے سہواً غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی اس پر نماز کا اعادہ لازم نہیں۔ تاہم اگر اس نے وقت کے اندر دہرا لیا تو یہ مستحسن ہے

امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر نماز پڑھنے کے بعد اس پر یہ منکشف ہوا کہ اس نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر بغیر غور و فکر کے اس پر یہ منکشف نہ ہو تو اس پر اعادہ نہیں۔

امام اعظم کے مسلک پر دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ اندھیری رات تھی۔ ہم کو پتہ نہیں چلا کہ قبلہ کس طرف ہے۔ پس ہم میں سے ہر شخص نے اپنے اجتہاد سے نماز پڑھ لی۔ پس جب صبح ہوئی تو ہم نے اس بات کا نبی پاک سے ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

سوال نمبر 2.

عبارت کی تشریح.

خشیۃ الصدقۃ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے.

جمع اور تفریق کی مراد میں مذاہب ائمہ

قدرتی چراگاہوں میں چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں کچھ زکوٰۃ لازم نہیں. چالیس سے ایک سو بیس بکریوں میں سال گزرنے پر ایک بکری زکوٰۃ لازم ہے. ایک سو اکیس سے دو سو بکریوں تک دو بکریاں. دو سو ایک سے لے کر تین سو تک تین بکریاں پھر ہر سو بکریوں میں ایک بکری لازم ہے.

علامہ عینی فرماتے ہیں اس حدیث کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے

امام مالک فرماتے ہیں ولا یجمع بین متفرق کی تفسیر یہ ہے کہ تین آدمیوں کے پاس ۴۰، ۴۰، ۴۰ بکریاں ہوں. جب صدقہ وصول کرنے والا آئے تو یہ ان بکریوں کو جمع کر لیں. تاکہ 120 بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ادا کریں اور ولا یفرق بین مجتمع کی تفسیر یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی ۱۰۱، ۱۰۰ بکریاں ہوں اور کل تین بکریاں زکوٰۃ بنتی ہیں. جب صدقہ وصول کرنے والا آئے تو وہ ان بکریوں کو متفرق کر دیں تاکہ دو بکریاں زکوٰۃ ادا کریں.

امام اعظم فرماتے ہیں لا یجمع بین متفرق کا معنی یہ ہے کہ دو آدمیوں کے مابین چالیس بکریاں ہوں جب وہ انہیں جمع کریں تو ایک بکری زکوٰۃ بنے اور جب جدا جدا کر دیں تو کچھ زکوٰۃ نہ بنے. اور ولا یفرق بین مجتمع کا معنی یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس 120 بکریاں ہوں اگر صدقہ وصول کرنے والا انہیں چالیس چالیس بکریوں میں بانٹ دے تو تین بکریاں زکوٰۃ بنے

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ صدقہ وصول کرنے

والا جدا جدا کرے تاکہ ہر ایک سے ایک ایک بکری زکوٰۃ لے یا
جمع کرے تاکہ تین بکریاں لے۔

پس امام مالک اور امام شافعی کا باہم لفظی اختلاف ہے
کہ امام مالک نے نبی پاک کے خطاب ولا تجمع بین متفرق ولا
یفرق بین مجتمع کا مخاطب مالک کو سمجھا اور امام شافعی نے
صدقہ وصول کرنے والے کو۔

اور مبسوط میں ہے کہ جمع و تفرق سے مراد ملکیت کا ایک ہونا
یا جدا جدا ہونا ہے۔ نہ کہ مکان کا ایک یا جدا ہونا کیونکہ اس بات
پر اجماع ہے کہ ایک شخص کی ملکیت میں جو نصاب ہو وہ
اگرچہ متفرق جگہوں پر ہو اسے جمع کیا جائے گا

سوال نمبر 3۔

حدیث کا اردو ترجمہ

عمیر نے کہا۔ پس ہم کو سیدہ ام حرام نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں
نے نبی پاک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے جو پہلا لشکر
سمندر کے راستے جہاد کرے گا۔ تحقیق یہ ہے کہ اس نے جنت کو واجب
کر لیا ہے۔ سیدہ ام حرام نے بتایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی
ان میں سے ہوں گی؟ آپ نے فرمایا تم ان میں ہو گی۔ نبی کریم نے فرمایا
میری امت میں سے جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا
وہ بخشا ہوا ہو گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ان میں ہوں
گی؟ آپ نے فرمایا نہیں!

سب سے پہلے مدینہ قیصر پر حملہ کرنے والا

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں جس شخص نے سب سے پہلے مدینہ قیصر پر حملہ کیا

اور جہاد کیا۔ اس کا امیر یزید بن معاویہ تھا اور اس کے
ساتھ حضرت ابن عمر، ابن عباس اور ابن زبیر تھے

نجات یزید پر استدلال کا جواب

یزید کے حامی کہتے ہیں کہ جس لشکر نے سب سے پہلے مدینہ قیصر پر حملہ کیا اس کا امیر یزید تھا۔ اس لئے اس کی مغفرت کی بشارت میں یزید شامل ہے

علامہ سعیدی صاحب اس حدیث کی تفصیل میں لکھتے ہیں

حامیان یزید کا اس حدیث سے یزید کی مغفرت پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ اول تو اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن حمزہ دمشقی اور ثور بن یزید حمصی، قدری اور ناصبی راوی ہیں اس لئے یہ حدیث سنداً صحیح نہیں

دوسری بات اس حدیث کی بشارت کے مصداق 15 ہجری کے مجاہدین ہیں یعنی سیدنا ابو عبیدہ، خالد بن ولید اور ان کے رفقاء، جنہوں نے پہلی بار مدینہ قیصر یعنی حمص پر حملہ کیا اور اس کو فتح کیا

52 ہجری میں جنہوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا وہ پہلی بار مدینہ قیصر پر حملہ کرنے والے نہیں تھے۔ نہ اس بشارت کا مصداق تھے۔

حدیث پاک سے ثابت مسئلے

(i) فصد لگانے والے غلام کو خریدنا جائز ہے
(ii) کتوں کی قیمت لینا ممنوع ہے۔ لیکن امام اعظم کے نزدیک جن کتوں سے نفع حاصل کیا جائے ان کی بیع جائز ہے۔
(iii) خون کی قیمت یعنی فصد لگانے کی اجرت لینا ممنوع ہے۔
(iv) گودنا اور گدوانا ممنوع ہے کیونکہ یہ جاہلیت کا عمل ہے۔
(v) سود کھانا اور کھلانا دونوں حرام ہیں۔
(vi) تصویر بنانا اور بنوانا ناجائز ہے۔

اقسام وحی

(1) فرشتے کے واسطے وحی کا آنا
(2) دل میں کسی بات کا القا کیا جانا
(3) گھنٹی کی آواز کی صورت میں وحی کا نازل ہونا
(4) سیدنا جبرئیل کسی غیر معروف آدمی کی شکل میں آ کر بات کریں جیسے
(5) ایک اعرابی کی شکل میں آنے
(6) سیدنا جبرئیل اپنی اصل شکل میں آئیں
(7) سیدنا جبرئیل کسی معروف صحابی کی شکل میں آئیں جیسے حضرت
(8) دحیہ کلبی کی صورت میں آنا
(9) اللہ تعالیٰ براہ راست آپ سے بیداری میں ہم کلام ہو
(10) اللہ تعالیٰ آپ سے نیند میں ہمکلام ہو۔
(11) نبی کو خواب میں کوئی واقعہ دکھایا جانا۔ جیسے حضرت ابراہیم نے خواب دیکھا۔

وحی کی صورتوں میں آپ پر سب سے زیادہ آواز جرس والی وحی ہے۔

نبی پاک نے کونسا حج کیا

نبی پاک نے حج قران کیا تھا اور اس پر دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے کہ نبی پاک نے فرمایا جس کے پاس قربانی ہو وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور اسی کا نام قران ہے۔

حضرت عمر کا تمتع سے منع کرنا

حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی ایام حج میں عمرہ اور حج اکٹھے کرنے سے اس لیے منع کرتے تھے کہ اگر لوگوں نے ان ایام میں عمرہ بھی کر لیا تو وہ دوبارہ عمرہ کرنے نہیں آئیں گے اور ان کو یہ ناپسند تھا کہ بیت اللہ عبادت گزاروں سے خالی رہے اور ان کا منشاء یہ تھا کہ لوگ دوبارہ عمرہ کرنے آتے رہیں۔ تاہم وہ ایام حج میں حج اور عمرہ جمع کرنے کو ناجائز اور حرام نہیں کہتے تھے۔

ممتحن طلبہ

پرچہ بخاری 2009ء

سوال نمبر 1:

ترجمہ حدیث

روایت ہے کہ جب حضرت انس بن مالک مدینہ شریف میں آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ جب سے نبی پاک کا عہد گزرا ہے آپ کس چیز کو خلاف پا رہے ہیں
آپ نے فرمایا میں کسی چیز کو خلاف نہیں پا رہا سوائے اس کے کہ تم صفوں کو سیدھا نہیں کرتے

حدیث میں ادر باب میں توفیق

باب کا نام ہے باب اثم من لم یتم الصفوف.
حضرت انس نے صفوں کے بارے ناراضگی کا اظہار فرمایا ان کا یہ لہجہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ ان کے نزدیک صفوں کو درست کرنا واجب تھا اور واجب کا تارک گناہ گار ہے.

صفوں کو برابر رکھنے میں قول جمہور

روایات میں ہے کہ حضرت عمر اس شخص کو ضرب لگاتے تھے جو صف سے باہر قدم رکھتا

اور حضرت سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال نماز سے پہلے ہمارے کندھے برابر کرتے تھے اور چہروں پر ضرب لگاتے تھے،
امام اعظم، امام شافعی، امام مالک کے نزدیک صفوں کو برابر کرنا سنت ہے
ان کی دلیل حدیث مبارکہ ہے اقیموا الصف فی الصلوٰۃ فان اقامۃ الصف من حسن الصلوٰۃ.

حدیث کا ترجمہ

بے شک نبی پاک حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی سواری پر سوار تھے۔ پس لوگ آپ سے سوال کرنے لگے۔
ایک آدمی نے کہا مجھے پتہ نہیں چلا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا۔
~~ایک آدمی نے~~ نبی پاک نے فرمایا قربانی کر اور کوئی حرج نہیں۔
ایک اور آدمی آیا اس نے کہا مجھے پتہ نہیں چلا میں نے نحر کر لیا کنکریاں مارنے سے پہلے۔
حضور نے فرمایا اب جا اور کنکریاں مار کوئی حرج نہیں۔
راوی کہتے ہیں اس دن حضور پاک سے جس مسئلہ کی بھی تقدیم اور تاخیر کے بارے سوال کیا گیا تو نبی پاک نے فرمایا اب جا کے کر اور کوئی مسئلہ نہیں۔

حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ

نبی پاک نے دس ہجری میں حج فرمایا اور اس کو حجۃ الوداع کا نام دیا جاتا ہے اور اس میں تمام صحابہ آپ کے ساتھ تھے، چونکہ اس حج میں نبی پاک نے اپنی امت کو وداع کیا وداع کا معنی ہے رخصت کرنا۔
اس وجہ سے اس حج کو تاریخ میں حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

افعال حج میں ترتیب کا شرعی حکم۔

دس ذوالحج کو سب سے پہلے جمرہ کبریٰ کو کنکریاں ماری جائیں گی پھر اس کے بعد قران یا تمتع والا قربانی کرے گا اور پھر اس کے بعد سر مونڈوایا جائے گا۔

امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے ان کی دلیل مذکورہ حدیث پاک ہے جس میں نبی پاک نے فرمایا لا حرج۔

جبکہ امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک یہ ترتیب واجب ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کے دلائل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک نے جو سائل کو فرمایا کہ لا حرج۔ اس کا مطلب ہے کہ تم پر گناہ کوئی نہیں ہے کیونکہ تم نے بھول کر ایسا کیا ہے

امام اعظم کے مذہب پر حضرت ابن عباس کا مروی فرمان ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حج کا اگر کوئی رکن مقدم موخر ہو گیا تو اسے ایک جانور کا خون بہانا ہوگا۔

موافقات عمر رضی اللہ عنہ۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ موافقات

حدیث کے مطابق مشہور رائے ہیں لیکن
ان کی پوری تعداد پندرہ ہے۔
(۱) تحویل قبلہ کے بارے حضرت عمر نے حضور پاک سے
عرض کیا کہ حضور نبی مقام ابراہیم ہمارا قبلہ
ہونا چاہیے اسی وقت حکم نازل ہو
واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔
(۲) آیت پردہ بھی آپ کی موافقات میں سے
ہے
(۳) ایک آدمی نے شراب کے نشے میں نماز پڑھائی
اور قرآن غلط پڑھا حضرت عمر نے حضور سے
اس کے حکم کے بارے عرض کیا تو آیت نازل ہوئی
لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکری۔ ایک آدمی نے شراب کے نشے
(۴) ایک منافق نے جب حضرت عمر کے فیصلہ کو
نبی پاک کے فیصلہ پر فوقیت دی تو آپ نے
اس کا سر قلم کر دیا تو یہ آیت اتری
فلا وربک لا یؤمنون
(۵) جب مدینہ میں حضور تشریف لائے تو یہاں
شراب اور جوئے بکثرت تھے تو حضرت عمر نے
نبی پاک سے اس کا بارے عرض کیا تو آیت نازل ہو
یسئلونک عن الخمر والمیسر
(۶)
حضرت جب نبی پاک نے جب منافق عبداللہ بن ابی
کا جنازہ پڑھایا تو حضرت عمر روکتے رہے تو یہ آیت
نازل ہوئی
ولا تصل علی احد منہم مات ابداً۔

از افادات استاد علامہ عبدالرشید مدظلہ حل پرچہ بخاری شریف ۲۰۰۹ء سنہ

سوال نمبر 1

ترجمۃ الباب سے مناسبت :-

مناسبت یہ ہے کہ اس طرف اشارہ کیا کہ آدمی کا ایمان اللہ تعالیٰ کی پہچان کے مطابق ہوگا۔ جتنی پہچان اتنا ایمان۔ پہچان میں کمی بیشی ہوتی ہے لہذا ایمان میں بھی کمی بیشی ہوگی۔ پھر اسی پر یہ اعتراض ہوا کہ ایمان معرفت کے بڑھنے سے کیسے بڑھے گا یا اس کے کم ہونے سے کیسے کم ہوگا معرفت تو ایمان میں داخل ہی نہیں ہے کیونکہ ایمان قول، عقل اور عمل ہے۔ معرفت ان تینوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ معرفت عقل ہے لہذا یہ عقل میں داخل ہوگی۔

جز

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں جو فرمایا "ما حدثت بہ انفسہا" یہ اس وقت ہے جب وہ باتیں یا نظریات دل کے اندر راسخ اور پختہ نہ ہوں اور آیت یہ بتاتی ہے کہ اگر وہ دل میں پختہ اور راسخ ہوں تو پھر مواخذہ ہوگا لہذا حدیث میں "حدثت بہ انفسہا" سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف وسوسے کی حد تک دل میں واقع ہوں پختہ اور راسخ نہ ہوں۔

سوال نمبر 2 الف

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے اور نہیں مقابلہ کرتا کوئی دین کا مگر دین اس پر غالب آجاتا ہے لہذا سیدھی راہ پر قائم رہو اور اللہ کا قرب اختیار کرو اور خوشخبری پاؤ اور مدد چاہو صبح اور شام کو جاکر اور کچھ تاریکی کے ساتھ۔

تشریح

یشاد:

یعنی کوئی بھی دین کے ساتھ مقابلہ کر کے دین پر غالب آنے کی کوشش کرے۔ آسان کاموں کو چھوڑ کر مشکل کام کرنا شروع کر دے تو ایسی صورت میں شکست ہی کھائے گا۔ کہ بالآخر وہ تھک ہی جائے گا اور چاہے گا کہ وہ آسان کام اختیار کرے۔

سَدِّدُوا:

یعنی افراط و تفریط دونوں کو چھوڑ کر درمیانی راہ اختیار کرو۔ اور اگر یہ نہ کر سکو تو درمیانی راہ کے قریب قریب چلو اور اپنے آپ کو خوشخبری پر قائم رکھو اگر نیکی کرو گے تو ثواب ملے گا چاہے تھوڑی کیوں نہ ہو۔ دن کے اول میں دن کے آخر میں رات کی کچھ تاریکی میں مسجد جہاد اور نیک اعمال کی طرف چلو اپنے آپ کو نیکی کا عادی بناؤ اور تھوڑا بہت جتنا وقت ملے اس کو غنیمت سمجھو۔

دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دین کے احکام باقی دینوں سے آسان ہیں کہ ان دینوں میں سختی تھی مثلاً پلید کپڑے کو کاٹنا پڑتا اور توبہ کیلئے خود کو مارنا پڑتا اس دین میں وہ سختی نہیں ہے۔ نیز عبادت کے وقتوں اور فارغ وقتوں میں موازنہ کیا جائے تو فارغ اوقات عبادت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں۔ مجموعی طور پر پانچ نمازوں کا ٹائم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں سے دو گھنٹے عبادت کے باقی بائیس گھنٹے دوسرے کاموں کے لیے جو یقیناً آسانی اور تخفیف کو ظاہر کر رہے ہیں۔

(ب)

ترجمہ:

حضرت میمونہ سے روایت کی گئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا چوہے کے بارے میں جو گھی میں گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو حصے کو نکال کر پھینکو اور ارد گرد کے گھی کو بھی اور باقی کو کھاؤ۔

یہ حکم عام نہیں بلکہ اس وقت ہے جب گھی خشک ہو کیونکہ فرمایا "وما حولها" اور "ما حولها" خشک میں ہی مقصود ہوتا ہے۔

اختلاف ائمہ:۔

امام شافعی و امام مالک:۔

ایسے گھی کا کھانا، بیچنا حرام ہے جو خشک نہ تھا اور اس میں چوہا گر گیا۔ باقی فائدے مثلاً چراغ وغیرہ جلانا جائز ہے۔

امام احمد:۔

ایسے گھی سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

ائمہ حنفیہ:۔

صرف اس گھی کا کھانا حرام ہے باقی فائدے اٹھانا جائز ہیں۔

دلیل امام شافعی، امام مالک و امام احمد:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے گھی کے بارے فرمایا "وان کان مائعا فلا تقربوہ" کہ اگر وہ گھی بہنے والا ہو تو پھر اس کے قریب نہ جاؤ۔

دلیل ائمہ احناف:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وان کان مائعا فاستصبحوا به وانتفعوا" کہ اگر خشک نہ ہو تو اس سے چراغ جلاؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔ اور بیع بھی از قسم انتفاع ہے۔

سوال نمبر ۲ الف

ترجمہ:۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے ایک کا رسی لے کر جانا پھر لکڑیاں کاٹ کر اپنی پشت پر رکھنا اس سے بہتر ہے۔ وہ کسی آدمی کے پاس آئے اس سے سوال کرے اسے دے یا نہ دے۔ دینے کی

صورت میں ظاہر یوں ہے کہ ایک تو اس پر احسان چڑھایا اور بھیک کی ذلت بھی سر پر اٹھائی نہ دینے کی صورت میں ذلت ہے رسوائی ہے محرومی ہے اور یہ دونوں صورتیں یقیناً اس کے لیے بہتر نہیں۔ بھیک مانگنا اس وقت حرام ہے جبکہ وہ دولت مند ہو اور خود اس پر زکوٰۃ ہے اور مکروہ اس وقت ہے کہ اتنا پیسہ ہو جس سے گزارا ہو سکتا ہے۔

مباح اس کے لیے ہے جو رشتہ دار یا دوست سے سوال کرے اچھے طریقے سے۔ واجب اس وقت ہے جب جان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ بغیر سوال کیئے بغیر لالچ و طمع کے اگر کچھ دیا گیا تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر بن مانگے لالچ و طمع کے بغیر کچھ دیا جائے تو لے لو۔

درس ۱

ترجمہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مسلمان پر اس کے گھوڑے میں اس کے غلام میں کوئی صدقہ۔

اختلاف ائمہ:

ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک گھوڑا آدمی کے لیئے باعث ثواب ہے دوسرا پردہ پوشی ستر اگندہ۔ پر دے والی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا وہ گھوڑا جس کو آدمی نے اس لیئے پال رکھا ہو کہ بوقت ضرورت اپنی سواری موجود ہو اس کی گردن و پشت میں جو اللہ نے حق رکھا ہے وہ بھولا نہیں اب اس حق سے مراد زکوٰۃ ہے۔

حدیث الباب کا جواب :-

اس حدیث میں فرس سے مراد وہ گھوڑا ہے جو سواری کے لیئے ہو اور متناسل نہ ہو اور نہ تجارت کے لیئے ہو۔

سوال نمبر ۴ الف

ترجمہ :-

عبداللہ ابن مسعود سے ابو موسی اشعری نے کہا ایک آدمی جنبی ہو گیا مہینے تک اسے پانی نہ ملا کیا وہ تیمم کر کے نماز پڑھے گا عبداللہ بن مسعود نے کہا نہیں کرے گا اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ ابو موسی نے کہا اس آیت کا کیا جواب دو گے "فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیبا"۔

جز (ii)

عبداللہ بن مسعود جنبی کے لیئے تیمم کو جائز قرار دیتے جبکہ وہ جماع کی وجہ سے جنبی ہوا ہو۔ بعض نے کہا کہ وہ غسل کرنے والے کو تیمم کرنے کی اجازت اس وقت دیتے جبکہ وہ ٹھنڈک وغیرہ محسوس کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ جبکہ ابو موسی اشعری کا نظریہ یہ تھا کہ تیمم بے وضو اور جنبی (خواہ کسی طرح کا جنبی ہو) دونوں کے لیئے جائز ہے۔

(iii)

عبداللہ بن مسعود کا جواب مسلم میں مذکور ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ہم اجازت عام کر دیں۔ تو پھر کوئی معمولی سی مجبوری پر بھی (مثلاً پانی ٹھنڈا ہے) تیمم کرنا شروع کر دے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا سدباب کرنے کی خاطر اجازت کو محدود رکھا۔

(iv)

تیمم کا لغوی معنی ارادہ کرنا۔

شرعی معنی :-

شرعی معنی پاکی حاصل کرنے کے لیئے مٹی یا اس کے قائم مقام کے ذریعے مخصوص طریقے سے پاکی حاصل کرنا۔

فرائض :-

تیمم میں دو فرائض ہیں۔ دو ہاتھوں کو مٹی پر مار کر چہرے پر پھیرنا پھر مار کر دونوں کلائیوں پر پھیرنا۔

(ب)

ترجمہ :-

انہوں نے عورت کو اس اونٹ سے اتارا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اس کے اندر مشکوں کے منہ سے پانی ڈالا اور ان کے منہ کو بند کر دیا اور نچلی ٹونٹی کو کھولنے کا حکم دیا لوگوں کو میں اعلان کیا کہ پانی پلاؤ پانی لے لو۔ جنہوں نے چاہا پانی پلایا جنہوں نے چاہا پانی پیا اور لے لیا۔

المزادتین :-

المزادتین تثنیہ ہے مزادۃ کا۔ مشک کو کہتے ہیں چونکہ اس میں مشک والے چمڑے کے علاوہ دوسرے چمڑے کو سی دیا جاتا ہے اس لیئے اس کو مزادہ کہا جاتا ہے!!!

اوکئی :-

بند کر دینا۔ سی دینا۔

اطلق :-

کھولنا۔

العزالی :-

عزلاء کی جمع ہے: مشک کے نچلے حصے کو کہتے ہیں۔

جز (ii)

یعنی کہ مشک میں پانی اوپر سے بھرا جاتا ہے اس کے نیچے ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے پانی نکالا جاتا ہے چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک سے جو پانی لیا تھا اس سے کلی کی پھر اس کو مشک کے اندر ڈال دیا اور مشک کا منہ بند کر دیا۔ تاکہ وہ با برکت پانی مشک کے پانی میں گھل مل جائے اور اخیر تک موجود رہے۔ نچلے حصے کو کھولنے کا حکم اس لیئے دیا تاکہ اس سے ضرورت کے مطابق پانی لیا جائے۔ پہلی بار مشک کے منہ کو کھولا پانی لینے کے لیئے تاکہ اس میں کلی کریں اور اس میں برکت پیدا ہو۔

(iii)

بعض نے کہا یہ واقعہ خیبر سے لوٹتے وقت پیش آیا۔ بعض نے کہا تبوک کے راستے میں بعض نے کہا غزوہ جیش الامراء میں ہوا۔

طاہر الحسن

2010 بخاری شریف

سوال 1 :-

(الف) ترجمہ :-

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حارث بن ہشام نے رسول اللہ سے سوال کیا یا رسول اللہ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے تو وہ مجھ سے ختم ہوتی ہے جبکہ میں نے اسے یاد کر لیا ہوتا ہے جو کچھ اس نے کہا اور کبھی میرے لیے فرشتہ مرد کی شکل میں آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے تو وہ جو کچھ کہتا ہے میں اس کو یاد کرتا ہوں حضرت عائشہ نے کہا میں نے حضور پاک کو دیکھا کہ آپ پر سخت ٹھنڈے دن میں وحی نازل ہوتی تھی پھر وہ آپ سے ختم ہوتی جبکہ آپ کی پیشانی پسینہ سے نچڑتی ہوتی تھی۔

لغوی معنی :-

وحی کا لغوی معنی ہے "پوشیدگی میں بتانا"۔ اس کا معنی لکھنا، بھیجنا اور الہام بھی ہوتا ہے۔

اصطلاح :-

شریعت میں وحی کی تعریف یہ ہے:

"کلام اللہ المنزل علی نبی من انبیائہ"۔

وحی کی اقسام :-

انبیاء کرام کے حق میں وحی کی تین اقسام ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) نبی کلام قدیم کو خود سنے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر سنی تھی۔

(۲) فرشتہ کے ذریعے نبی کی طرف نبوت و رسالت کی وحی کرنا۔

(۳) نبی کے دل میں کوئی بات ڈالنا جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"ان روح القدس نفث فی روعی"۔

(ب)

بخاری کے تراجم الابواب اور بعد والی احادیث میں کلی مطابقت لازم و ضروری نہیں اگر من وجہ مطابقت پائی جائے تو یہی کافی ہے اور اس جگہ من وجہ مطابقت موجود ہے وہ اس طرح کہ وحی کی کیفیت بیان کی گئی صرف ابتدا نہیں بلکہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر یوں کہا جائے کہ جب وحی اس طرح آتی تھی تو ابتدا بھی یقیناً ایسی ہی ہو گی لہذا کیفیت اگرچہ ابتدا کو مستلزم نہیں لیکن جب دائمی کیفیت یہی تھی تو ابتدائی کیفیت بھی ایسی ہو گی

سوال ۵:-

(الف) لغوی معنی:-

ایمان کا لغوی معنی ہے "بے خوف ہونا" شرعی معنی بے خوفی کو مستلزم ہے کہ آدمی جب مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ ہر نقصان دہ خوف سے بے خوف ہو جاتا ہے جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون"

اسلام کا لغوی معنی:-

"فرمانبرداری کرنا"

زیادہ تر اسلام کا شرعی معنی عبادات کی ادائیگی

مثلاً حج، زکوٰۃ، روزہ، نماز وغیرہ تو شریعت کی روشنی میں
بھی فرمانبرداری ہے کہ وہ فرائض کی ادائیگی۔ اور
تو ایسی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کی
فرمانبرداری کر رہا ہے۔

اسلام اور ایمان میں نسبت:-

راجح قول کے مطابق
اسلام اور ایمان کے درمیان نسبت تساوی ہے جبکہ
بعض نے کہا عموم خصوص مطلق ہے اسلام عام ہے
اور ایمان خاص ہے بعض نے کہا ایمان عام ہے اس
لئے آیت قرآنی "قالت الاعراب امنا" یہی ظاہر
کر رہی ہے کہ ان میں فرق ہے۔

سوال 3:-

(الف) ترجمہ:-

ابو بکرہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے
سنا جب دو مسلمانوں نے اپنی تلواریں ملائی
تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہیں میں
نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ قاتل ہے مقتول کا کیا حال
ہے فرمایا وہ اپنے ساتھی کے قتل پر حریص تھا۔

(ب)

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت یوں ہے
کہ حدیث کے اندر قتال وغیرہ کا ذکر ہے اور ظاہر ہے
یہ معصیت ہے اور معاملی دور جاہلیت کے کام ہیں
جبکہ اسلام نے نافرمانی سے منع کیا ہے۔
نیز گناہوں کے ارتکاب سے ایمان ختم نہیں ہوتا
اور اس طرف بھی حدیث پاک میں اشارہ ہے کہ

حضرت ابو بکرہ جن کی حدیث کے بارے میں ہے جس وہ
حضرت علی تھے جن کا حضرت امیر معاویہ سے قتال
ہو رہا تھا تو قتال کے باوجود دونوں کو مومن
سمجھا جاتا ہے لہذا اس سے یہ معلوم ہوا کہ شرک
کے علاوہ کوئی بھی گناہ کیا جائے اس گناہ کا ایمان
پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(ج)

حدیث پاک کا مطلب ہے وہ قاتل و مقتول
جو جائز تاویل کے بغیر صرف دنیا اور طلب سلطنت
کے لیے لڑتے ہوں وہ دوزخ میں ہیں اور صحابہ کرام
کے مابین جو جنگیں ہوئی تھیں وہ دراصل ان کے
اجتہاد پر مبنی تھیں اور وہ حصول دنیا اور
طلب سلطنت کے لیے جنگیں نہ کر رہے تھے لہذا وہ
اس قسم کی وعیدوں میں داخل نہیں ہوں گے اور
اس کی دلیل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح
الباری جلد ۱۳ میں لکھا ہے کہ مسند بزار میں حدیث
کی زیادتی کے ساتھ یوں مروی ہے
"اذا اقتتلتم علی الدنیا فالقاتل والمقتول فی النار"
اور اس زیادتی (علی الدنیا) سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ
وعید مطلق لڑائی کرنے والوں کے لیے نہیں بلکہ یہ وعید
قتال علی الدنیا کرنے والوں کے لیے ہے۔

سوال ۴:-
(الف) ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا فرمایا بتاؤ اگر ایک نہر تمہارے دروازے پر بہہ رہی ہو اگر تم میں سے کوئی ایک شخص پانچ وقت اس میں نہائے تو کیا کہتے ہو کہ اس کی میل میں کچھ باقی رہے گا تو انہوں نے عرض کی پانچ وقت نہانا اس کی ساری میل کو ختم کر دے گا اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑے گا تو آپ نے فرمایا یہی روزانہ نہانا پانچ نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(ب)

پانچ نمازیں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ شرط ہے اور توبہ کرنے کی صورت میں ہی تخفیف ہوگی نیز نماز پڑھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ شخص نماز پڑھنے کی برکت سے کبیرہ گناہوں سے بچ جاتا ہے لہذا نماز کسی صورت میں نفع سے خالی نہیں ہے۔

اور حقوق العباد بھی نماز وغیرہ سے معاف نہیں ہوں گے بلکہ ان حقوق کی معافی کے لئے حق والے سے معافی طلب کرنا لازم و ضروری ہے۔

پرچہ بخاری شریف 2012ء

جز (ا) سوال نمبر 1

حدیث کا ترجمہ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی دادی سیدہ ملیکہ نے ~~نبی کو~~ نبی پاک کو اس کھانے کی دعوت دی جو انہوں نے آپ کیلئے تیار کیا تھا۔ نبی پاک نے اس کو کھایا پھر فرمایا کھڑے ہو میں تم کو نماز پڑھاؤں۔ حضرت انس نے فرمایا میں اس چٹائی کی طرف کھڑا ہوا۔ تو مجھے عرصہ تک استعمال کی وجہ سے میلی ہو چکی تھی۔ میں نے اس کو پانی سے دھویا۔ پس رسول اللہ کھڑے ہوئے اور میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی۔ پس نبی پاک نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ تشریف لے گئے۔

حضرت ملیکہ کی دعوت طعام کا سبب

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ سیدہ ملیکہ کی دعوت کا سبب یہ تھا کہ نبی پاک ان کے گھر نماز ادا فرمائیں لیکن انہوں نے پہلے کھانا پیش کیا

سیدہ ملیکہ کے گھر میں نماز پڑھانے کی وجہ

علماء نے اس کی کئی وجوہات لکھی ہیں

(۱) سیدہ ملیکہ نے حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ کو جائے نماز بنانے کیلئے حضور کی دعوت کی

(۲) نزول برکت کیلئے نماز قائم فرمائی

(۳) ہو سکتا ہے نزول برکت کے ساتھ عورتوں کو نماز کے افعال کی تعلیم دینا مقصود ہو۔

نفل نماز باجماعت پڑھنے کا شرعی حکم

فقہائے احناف کے نزدیک چار سے کم افراد کی جماعت کرنا مطلقاً جائز ہے اور اگر چار سے زیادہ افراد ہوں اور دوام کے ساتھ نفل کی نماز کی جماعت کرائی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کبھی کبھی نوافل کی جماعت کی جائے تو پھر مکروہ تنزیہی نہیں ہے

علامہ شامی فرماتے ہیں

قدوری میں ہے کہ نفل کی جماعت جائز نہیں اور اس سے مراد جواز کی نفی ہے

اس مسئلہ کے تحت اعلیحضرت لکھتے ہیں

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت سے اکابرین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے

چٹائی کو پانی کے ساتھ دھونے کی وجہ

چٹائی کو دھونا اس کے میلے ہونے کی وجہ سے تھا کیونکہ حدیث میں خود حضرت انس فرماتے ہیں کہ وہ چٹائی لمبے عرصے تک استعمال کی وجہ سے میلی ہو چکی تھی

سوال نمبر 2

روزہ دار کے فصد لگوانے کا شرعی حکم

امام احمد بن حنبل کے نزدیک فصد لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث پاک ہے

افطر الحاجم والمحجوم

جبکہ امام اعظم، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک فصد

لگانے سے نہ فصد لگوانے والے کا روزہ ٹوٹتا ہے نہ فصد لگانے والے

کا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے روزہ دار کے

فصد لگوانے کے متعلق فرمایا

روزہ کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے نہ کہ کسی چیز کے خارج

ہونے سے

اس کے علاوہ بہت سے صحابہ اور خود نبی کریم سے بحالت روزہ

فصد لگوانا ثابت ہے

فصد لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کی حدیث کے جوابات

امام طحاوی فرماتے ہیں ان احادیث میں جو روزہ ٹوٹنے کا ذکر ہے

وہ فصد لگانے کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے ہے کہ وہ فصد لگانے

والا اور لگوانے والا کسی شخص کی غیبت کر رہے تھے اس وجہ سے

نبی کریم نے ان کے روزہ کے ٹوٹنے کے بارے فرمایا

علامہ عینی فرماتے ہیں ایک اور جواب یہ ہے کہ جس روزہ دار

نے فصد لگوائی ہے اس کا روزہ اس وجہ سے ٹوٹ جائے گا کہ زیادہ

خون نکلنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے اس پر اتنی نقاہت اور غشی

طاری ہو جائے کہ اس کو روزہ توڑنا پڑے اور جس نے فصد لگائی

ہو سکتا ہے خون چوستے وقت کچھ خون اس کے پیٹ میں چلا جائے

تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی

ناسخ مذکورہ بالا حدیث ابن عباس ہے جس میں ہے کہ

نبی کریم نے حالت روزہ میں فصد لگوائی۔

2014

صحیح بخاری

السوال الأول :-

(1) ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے :
بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک انصاری صحابی کے پاس
سے گزرے جو اپنے بھائی کو "حیاء" کے بارے میں نصیحت کر رہا
تھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے فرمایا : تو اسے چھوڑ،
کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

☆ لفظ " دع " صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف
ثلاثی مجرد، ہفت اقسام سے ناقص یائی باب نصر ینصر

(2) حیاء کی تعریف :-

حیاء کا لغوی معنی ملامت کرنا، خوفزدہ
ہونا اصطلاحی معنی ہے " ایسی عادت و خصلت جو انسان
کو ناپسندیدہ کاموں سے روکے۔

☆ " وھو یعظ اخاہ فی الحیاء " کا مفہوم :-

اس کا مطلب یہ
ہے کہ انصاری اپنے بھائی سے کہہ رہا ہے تو بہت شرمیلا
ہے حیاء مت کیا کر تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع
فرمایا کہ حیاء سے مت روک حیاء ایمان کا حصہ ہے
حیاء جتنا بڑھے گا ایمان میں اتنا اضافہ ہو گا۔

(3)

انصار اُن صحابہ کو کہا جاتا ہے جنہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد کی اور مدینہ پاک میں آنے پر
پناہ دی اور دفاع کیا۔

"انصار" یہ ناصر یا نصیر کی جمع ہے اور یہ اسلامی نام ہے
یہ نام اس لئے دیا گیا کہ انھوں نے دین کی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد کی تھی۔

☆

سعد بن عبادہ، جابر بن عبداللہ، ابوطلحہ، ابوالیوب، سعد بن معاذ، انس بن مالک، سہل بن ابوحثمہ، خوات، سعد بن ربیع، عبدالرحمن بن عوف، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

السوال الثانی :-

(۱) ترجمہ :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جس آدمی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے، یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی اور کوئی مخالف قیامت آنے تک اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(۲)

اس جملہ کو پچھلے جملہ کیساتھ تعلق یہ ہے کہ ہر نعمت میں تقسیم کرتا ہوں لہذا دین کی سمجھداری بھی میری بارگاہ سے اور میری فرمانبرداری اور سچی محبت سے چلے گی۔

(۳)

"هذه الأمة" سے مراد پوری امت نہیں بلکہ ایک گروہ ہے یعنی امت اجابت۔ پھر وہ گروہ مخصوص گروہ ہے۔ بعض نے کہا حق کی خاطر لڑنے والے، بعض نے کہا فقہا، بعض نے کہا محدثین، بعض نے کہا زاہد اور عابدین وغیرہ۔

السوال الثالث :-

(۱) ترجمہ :-

بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کے وقت دو، دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر ایک رکعت کیساتھ وتر بنا لیتے تھے۔

(۲)

" نماز وتر میں تعداد رکعات کے حوالے سے مذاہب ائمہ "

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز وتر کی رکعات تین ہیں جو دو تشہد اور ایک سلام کیساتھ پڑھی جاتی ہیں۔

دلائل :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز وتر تین رکعت ادا فرماتے تھے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین رکعت وتر ادا کرتے تھے پہلی رکعت میں " سبح اسم ربك الاعلیٰ " دوسری میں " قل یا ایھا الکافرون " اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قرات کرتے تھے۔

☆ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک ہے تاہم تین رکعت اور دو سلام کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے۔

دلائل :-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نماز وتر ایک رکعت ہے جو رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی ہے۔

(۳) د

احناف کی طرف سے مذکورہ حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس میں "ب" مفعول پہ پر داخل نہیں بلکہ "ب" سببیت کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو رکعتوں کے ساتھ جو پہلے پڑھ رہے ہوتے ایک کا اضافہ کر کے پوری نماز کو طاق بنا دیتے صرف رکعت پڑھنا مراد نہیں ہے۔

السوال الرابع :-

(۱) ترجمہ :-

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں : ایک دفعہ میرا اونٹ گم ہو گیا میں تلاش کرتا ہوا عرفات میں پہنچا وہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما تھے میں نے کہا اللہ کی قسم یہ قریش سے ہیں (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ یہاں کیسے تشریف فرما ہیں؟

★ خط کشیدہ الفاظ کی تشریح :-

"أضللت" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف متعدی مزید فیہ باب افعال۔ اس کا معنی ہے گم کرنا، گم پانا، دستیاب نہ ہونا۔

"بعرفة" اس کی جمع عرفات آتی ہے میدان کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے حجاج کرام یہاں قیام کرتے ہیں اور یہ قیام حج کا رکن اعظم ہے عرفہ کا معنی ہے پہچاننا، زمین پر نزول کے بعد حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی یہاں ملاقات ہوئی اور باہم ایک دوسرے کو پہچان لیا اسی مناسبت سے اس میدان کو عرفات یا عرفہ کہا جاتا ہے۔

"الحمس" اس کا لغوی معنی ہے بہادری شجاعت دلیری چونکہ قریش کے لوگ بھی بہادر و شجاع تھے اس لیے ان کے لئے لفظ "حمس" کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲)

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا لیکن ہجرت سے پہلے کئی حج کیے جنکی تعداد معلوم نہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کل چار عمرے ادا فرمائے۔
(۱) ۶ھ میں حدیبیہ کے سال ذی القعدہ میں۔
(۲) آئندہ سال ذی القعدہ میں عمرہ کیا جسے عمرۃ القضاء سے یاد کیا جاتا ہے۔
(۳) ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر عمرہ کیا۔ جعرانہ والا
(۴) ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کیساتھ ادا فرمایا تھا۔

(۳)

لفظ "حمس" سے مراد ہے بہادر، دلیر، شجاع۔ قریش کے لوگ بھی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور بہادری کی خوبی یا وصف ان میں کمال درجے کا پایا جاتا تھا اسی مناسبت سے انہیں "حمس" کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی قریش قبیلے سے تھے اس لئے حضرت جبیر بن مطعم نے آپ کے لئے بھی لفظ "حمس" استعمال کیا۔

السوال الخامس :-

(۱) ترجمہ :-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان کے بارے میں بتا دیا تھا اور اس وقت آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(۲) (۱) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام جعفر لقب کنیت ابو عبد اللہ

والدہ کا نام فاطمہ تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا زاد
بھائی اور جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے حقیقی بھائی تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے حبشہ
کی طرف ہجرت کی اور شاہ حبشہ کے دربار میں اسلام کی خوب ترجمانی
کی سات ہجری تک وہاں رہے پھر مدینہ آگئے اسی سال غزوہ
موتہ میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔

(۲) حضرت زید رضی اللہ عنہ:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابہ میں سے تھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے قدیمی غلام تھے۔ اور آپ جلیلہ صحابی تھے حضور پاک
سے بڑی والہانہ محبت رکھتے تھے۔ غزوہ موتہ میں شامل ہوئے
اور جام شہادت نوش کیا۔

(۳)

اس حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غیب کی خبر دی
کہ شام میں واقع ہونے والی جنگ جس میں حضرت جعفر طیار اور
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما نے جام شہادت نوش کیا
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر تفصیل کے ساتھ
حالات بیان کیے تو اس طرح یہ حدیث معجزہ ہے۔

2015 بخاری

سوال 1:-

(الف) ترجمہ:-

حضرت عائشہ سے روایت ہے

بیشک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس آئے جبکہ آپ کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی فرمایا کون ہے یہ عورت عرض کی فلاں عورت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی نماز بیان کرنے لگیں فرمایا بس کرو اتنے عمل کرو جتنی ہمت ہو بخدا اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا یہاں تک اگر تم تھک جاتے ہو اور نبی پاک کو پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی اختیار کرے۔

(ب)

"فلانۃ" غیر منصرف ہے اس میں دو سببیں پائے جاتے ہیں۔

(۱) علمیت (۲) تانیث

(ج)

"فلانۃ" قالت کا مفعول بہ ہے۔

(د)

ملال کا معنی ہوتا ہے "تھکنا"۔

ملال کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں کیونکہ یہ اس کیفیت کو کہتے ہیں جو مسلسل کام کرنے کی وجہ سے تھکاوٹ کی صورت میں پیدا ہوتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ کیلئے بولیں گے تو معنی ہوگا "ترک کرنا" "چھوڑنا" مطلب یہ ہوگا کہ تم عمل سے تھک جاتے ہو اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔

سوال 2:-

(الف) ترجمہ:-

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری اس
مسجد میں نماز اس کے ماسوا مساجد میں ہزار نماز سے بہتر
ہے مگر مسجد حرام۔

(ب)

تضعیف دور رسول کے ساتھ خاص نہیں
جتنی بڑھ رہی ہے تضعیف والا حکم سب کو شامل ہے۔

دلیل:-

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد
فرمایا میری یہ مسجد یمن تک پھیلے تو میری ہی ہوگی۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ جتنی بھی پھیل رہی ہے نسبت
نبی پاک کی طرف ہوتی رہے گی اور نسبت دلیل ہے
کہ پھیلنے والے حصے کا حکم پہلے جیسا ہے۔

(ج)

استثناء تین امور کا احتمال رکھتا ہے۔

(۱) مسجد حرام اور مسجد نبوی تضعیف میں دونوں
برابر ہوں۔
(۲) مسجد نبوی اکم ہو۔
(۳) مسجد نبوی زیادہ ہو۔

ان تینوں صورتوں میں راجح یہ ہے جو اکثر
احادیث اور ائمہ کے اقوال سے مفید ہے مسجد نبوی
تضعیف میں مسجد حرام سے کم ہے کیونکہ حدیث پاک
میں ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
مسجد اقصیٰ میں پچیس ہزار، مسجد نبوی میں پچاس ہزار

اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔
شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اصح یہ
ہے کہ مسجد نبوی شریف میں مسجد حرام سے کم ہے
لیکن تضعیف کا معنی ہے رکعات کی کثرت اس
میں کوئی شک نہیں کہ نماز کی روح، خشوع، خضوع،
عاجزی اور اظہار بندگی ہے اور یہ سب چیزیں مسجد نبوی
میں زیادہ حاصل ہوتی ہیں کیونکہ نمازی نبی پاک
کے حرم میں کھڑا ہے اگر نیک ہے تو نبی پاک
کی توجہات کا مرکز ہے جس کی وجہ سے اس کی
نماز کمیتاً نہیں کیفیتاً ضرور بڑھے گی جس طرح
کہ ایک موتی جو وزن میں کم ہے لیکن اس
کی قیمت ہزار درھموں سے زیادہ ہے۔

(د)
اکثر ائمہ کرام اس طرف مائل ہیں کہ یہ
عبادت کا حکم یہی ہے اور یہ نماز کے ساتھ خاص
نہیں کیونکہ اکثر احادیث غیر نماز کے بارے میں بھی
آئی ہیں۔

سوال 3:-

(الف) ترجمہ:-

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ
نبی پاک نے گھوڑے کیلئے دو حصے اور گھوڑے
والے کیلئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

(ب)

احناف کا مذہب:-

ہمارا مذہب یہ ہے کہ گھوڑے اور گھوڑے والے کیلئے دو حصے ہیں ایک گھوڑے کا اور ایک مجاہد کا۔

امام شافعی، احمد و مالک وغیرہ:-

ان ائمہ کرام کا نظریہ ہے کہ گھوڑے کیلئے دو حصے ہیں اور گھوڑے والے کیلئے ایک حصہ ہے۔

دلیل:-

ان ائمہ کرام کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔

ہماری دلیل:-

ابو داؤد وغیرہ میں ہے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا گھوڑے اور گھوڑے والے کیلئے دو حصے ہیں ایک گھوڑے کا اور ایک مجاہد کا۔

مخالفین کی دلیل کا جواب:-

ان کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیثوں میں تعارض ہے کیونکہ نبی پاک نے ارشاد فرمایا گھوڑے والے کیلئے دو حصے اور پیدل والے کیلئے ایک حصہ ہے پہلی حدیث تعارض کی وجہ سے گر جائے گی۔

بخاری 2015 ضمنی

سوال 1:-

(الف) ترجمہ:-

بے شک حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کی طرف اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

(ب)

تین چیزوں کو خاص کرنے کی وجہ:-

حدیث شریف میں تین چیزوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت تین قسم پر ہوتی ہے۔

(۱) شفقت والی محبت۔
(۲) تعظیم و تکریم والی محبت۔
(۳) ہم جنس والی محبت۔

انسان انسانیت کی بنا پر انسان سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر الناس میں آ گیا۔

باپ بیٹے سے شفقت کی بنا پر محبت کرتا ہے اس کا ذکر ولد میں آ گیا۔

چھوٹا بڑے سے تعظیم و تکریم کی بنا پر محبت کرتا ہے اس کا ذکر والد میں میں آ گیا۔

ان تینوں چیزوں کو ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تینوں محبتوں کے مستحق ہیں۔

(ج) جواب:۔

یہاں ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں کامل ایمان مراد ہے کیونکہ اصل ایمان ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا، آپ کی شریعت کو تسلیم کرنا یہ سب چیزیں ضروری ہیں۔

سوال ۵:۔

(الف) ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں اپنی امت پر بھاری نہ جانتا تو انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

وضاحت:۔

حکم دینے سے مراد فرض کرنا ہے یعنی ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا فرض کر دینا ہے۔

(ج)

احناف کا مذہب:۔

احناف فرماتے ہیں کہ مسواک سنت وضو ہے۔

امام شافعی کی دلیل:۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مسواک نماز کی سنت ہے۔

امام شافعی کی دلیل :-

امام شافعی علیہ الرحمۃ کی دلیل

مذکورہ حدیث شریف ہے۔

احناف کی دلیل :-

ہماری دلیل یہ ہے کہ طحاوی وغیرہ

میں حدیث پاک کے یوں الفاظ ہیں " مع وضوء کل صلوۃ"۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک خون کا بہنا

وضو کو توڑ دیتا ہے جیسا کہ مسواک کرتے وقت محوماً خون

دانتوں سے نکلتا ہے تو اگر مسواک کرنے کو نماز کی

سنت بنایا جائے تو وضو دوبارہ کرنا پڑے گا۔

سوال ج :-

(الف) ترجمہ :-

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں

تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔

(ب)

احناف کا مذہب :-

ہمارا مذہب یہ ہے کہ مرنے

والے کی طرف سے اس کا ولی روزے نہیں رکھ سکتا۔

امام شافعی کا مذہب :-

امام شافعی فرماتے ہیں کہ

مرنے والے کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے۔

سوال 4:-
(الف) ترجمہ:-

بیشک حضرت عبداللہ بن عمر جب حضرت عبداللہ بن جعفر کو سلام کرتے تو کہتے تجھ پر سلام ہو اے دو پروں والے کے بیٹے!

(ب)

ابن جعفر سے مراد حضرت عبداللہ بن جعفر ہیں جبکہ جعفر سے مراد حضرت جعفر طیار ہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔

(ج)

جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیار کے دونوں بازو کٹ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ان کے بدلے فرشتوں والے دو پر عطا کیے اور یہاں حضرت ابن عمر نے "ابن ذی الجناحین" کہہ کر اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا۔

پروں سے مراد فرشتوں والے یعنی جبریل امین والے دو پر مراد ہیں پرندوں والے پر مراد نہیں اور فرشتوں والے پروں سے مراد معہود پر نہیں بلکہ ملکوتی قوت والے پر مراد ہیں جو آن واحد میں آسمان سے زمین تک اور زمین سے آسمان تک آتے جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اولی اجنحۃ مثنی وثلث وربع" یعنی کوئی پرندہ ایسا نہیں جس کے چار پر ہوں تو اس سے ثابت ہوا کہ ~~پروں سے مراد فرشتوں والے پر ہیں~~

2016 بخاری

سوال 1:-

(الف) ترجمہ:-

حضرت عمر فاروق سے روایت ہے ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت پڑھی جاتی ہے اگر وہ آیت ہمارے اوپر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے تو آپ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے کہا "الیوم اکملت لکم دینکم الخ" حضرت عمر نے فرمایا ہم نے اس کے نزول والا دن اور جس جگہ پہ اتری آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن عرفات میں کھڑے تھے۔

(ب)

حدیث شریف اور ترجمۃ الباب میں مناسبت:-

حدیث شریف اور ترجمۃ الباب میں مناسبت یوں ہے جیسا کہ فرمایا دین مکمل کیا دین ایمان کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کسی شے کو مکمل کرنے کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے ادھوری تھی لہذا ایمان میں کمی بیشی کی طرف اشارہ نکل آیا۔

(ج)

جواب:-

میلاد شریف کا استنباط یہودی کے قول سے نہیں ہو رہا حضرت عمر فاروق نے یہودی کے قول کو تسلیم کیا اور باقاعدہ اس کو ثابت کیا اس سے ہو رہا ہے کیوں کہ آپ نے فرمایا ہم نے بھی اس آیت کے نزول والے دن کو عید بنایا کیونکہ کسی شے کو عید بنانے کا مطلب ہوتا ہے اس کا ~~ذکر~~ کرنا اس

کا ذکر کرنا اس کو عام اور مشہور کرنا یاد رکھنا گا ہے
گا ہے اس کو بیان کرنا حضرت عمر فاروق نے ان
ساری چیزوں کی طرف اشارہ کیا اور میلاد شریف
میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے میلاد شریف منانا اچھا اور
نیک عمل ہے ممکن ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی
سچی محبت کسی وجہ سے رب تعالی اسے باقی نیک عملوں
کی توفیق دے دے ویسے بھی شریعت پاک نے ہمیں
~~اس بات کا پابند نہیں بنایا کہ ایک نیک عمل کریں~~
~~اور باقی کو چھوڑ دیں۔~~

سوال 2 :-

(الف) ترجمہ :-

حضرت ابن عباس سے روایت ہے
نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ آدمی
سات اعضاء پر سجدہ کرے اور بال اور کپڑے کو
نہ روکے۔

اعضاء سبعہ کے نام :-

اعضاء سبعہ کے نام درج ذیل
ہیں۔

(1) ناک (2) دونوں ہاتھ
(3) دونوں گھٹنے (4) دونوں قدم

اختلاف ائمہ :-

احناف کا مذہب :-

احناف کہتے ہیں کہ ایک آدمی
نے عذر کی وجہ سے صرف ناک پر سجدہ کیا پیشانی نہ
لگائی تو جائز ہے

امام شافعی:-

آپ علیہ الرحمۃ کا ایک قول جو راجح نہیں وہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں پر سجدہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

سوال ۵:-

(الف) ترجمہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں انسان ہوں بیشک میرے پاس جھگڑا کرنے والے آتے ہیں شاید تم میں سے بعض سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں میں انھیں سچا سمجھوں اور میں بلاغت کی وجہ سے ان کے حق میں فیصلہ کر دوں تو جس کے لیے میں مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں بس وہ فیصلہ کی ہوئی چیز آگ کا ایک ٹکڑا ہے ان کی مرضی اسے لے یا اسے چھوڑ دے۔

(ب)

جواب:-

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوری زندگی خلاف واقعہ فیصلہ نہیں فرمایا یہاں جو کچھ فرمایا وہ ایک فرضی قضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ قاضی صرف ظاہری گفتگو پر انحصار نہ کرے کیونکہ ظاہری گفتگو پر انحصار غلط فیصلے کی طرف لے جاتا ہے۔

مزید یہ ہے کہ علماء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ نبی پاک نے پوری زندگی غلط فیصلہ نہیں فرمایا اور فیصلہ ہمیشہ ظاہر پر فرمایا جبکہ آپ

کی خصوصیت تھی اگر چاہتے تو باطن پر بھی فیصلہ کر دیتے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بات کی بھی اجازت تھی ۔

(ج)

جواب :-

یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں فرشتہ نہیں ہوں بلکہ انسان ہوں تو جب انسان ہوں تو انسانی لوازمات میں یہ شے داخل ہے کہ وہ ظاہری گفتگو سنے اور ظاہری گفتگو پر فیصلہ کرے۔ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ نبی پاک میں بشریت کے علاوہ بے شمار خصوصیات تھیں ان تمام کا انکار کیسے ممکن ہے لہذا بشریت کی نفی، بشریت کا اثبات اور باقی اوصاف و کمالات کی نفی نہیں کرتا ویسے بھی جبرئیل امین جب انسانی شکل میں ~~آتے تھے~~ نبی پاک کے پاس آتے تھے تو کیا وہ جبرئیل نہیں ہوتے تھے حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت وہ ملکوتی صفات کے ساتھ یقیناً متصف نہیں ہوتے تھے۔

2017 بخاری

سوال 1 :-

(الف) ترجمہ :-

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا مسلمان افضل ہے نبی پاک نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(ب)

رسول اللہ ﷺ کا جواب سوال کے مطابق ہے یا نہیں؟

جواب :-

مجاباً جواب سوال کے مطابق ہے کیونکہ سوال میں مضاف مقدر ہے اور اصل عبارت یہ ہے

ای افراد الاسلام — ایھا الاسلام ، ایھا الافراد

ویسے بھی اصول ہے کہ ای کا مضاف الیہ لفظا و معنی جمع ہوتا ہے اور یہاں اسلام جمع نہیں ہے۔

(ج)

جواب :-

کامل مسلمان ہونے کیلئے صرف یہی حصہ کافی نہیں نبی پاک حکیم حاذق تھے سوال کا جواب حالات واقعات اور اوقات کو سامنے رکھ کر دیتے تھے زیادہ تر انسان سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ گلہ، غیبت یا لوٹ مار وغیرہ وغیرہ محمولہ یہ سب گناہ ہاتھ اور زبان سے ہوتے ہیں اسلئے ان دو کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ورنہ کامل مسلمان وہی ہے جو فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کو ادا کرنے والا ہو۔

سوال 2:-
(الف) ترجمہ:-

حضرت عمر فاروق نے نبی کریم سے پوچھا کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے فرمایا جی ہاں جب تم میں سے کوئی وضو کر لے تو وہ جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے۔

حدیث شریف اور ترجمۃ الباب میں مناسبت:-

حدیث پاک اور ترجمۃ الباب میں مناسبت ظاہر اور واضح ہے کہ جنبی کیلئے سونے کا اچھا انداز کیا ہے نبی پاک راہنما اور مرشد کامل تھے سوال کا جواب جو افضل تھا وہ دیا تاکہ سائل کی صحیح طرح راہنمائی ہو۔

(ب) جنبی وضو کیے بغیر سو سکتا ہے یا نہیں؟
جواب:-

جی ہاں! جنبی وضو کیے بغیر بھی سو سکتا ہے جنبی کیلئے وضو کرنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔

سوال 3:-
(الف) ترجمہ:-

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی پاک کے پاس پہنچا آپ خطبہ دے رہے تھے لوگوں کو جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا اٹھو دو رکعت نماز پڑھو۔

(ب)

جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو کیا آدمی کیلئے جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ مع الدلائل۔

جواب:-

احناف کا مذہب:-

ہمارے نزدیک دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔

امام شافعی کا مذہب:-

امام شافعی کے نزدیک دوران خطبہ بیٹھنا واجب ہے۔

احناف کا مذہب:-

جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

امام شافعی و احمد:-

ان ائمہ کرام کا مذہب یہ ہے کہ جب کوئی مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کیلئے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے اور اسے پڑھے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے

امام اعظم و مالک:-

ان ائمہ کے نزدیک تحیۃ المسجد پڑھنا ناجائز ہے۔

امام شافعی کی دلیل:-

ان کی دلیل یہی مذکورہ حدیث پاک ہے۔

مذکورہ

احناف کے دلائل :-

ہماری دلیل وہ حدیثیں جن میں دوران خطبہ خاموش رہنے کا ذکر ہے اور یہاں آپ نے دوسرے کو زبان سے غلط کام سے نہ روکے بلکہ اشارے سے روکے۔

مخالفین کی دلیل کا جواب :-

~~مذکور~~ ~~مذکورہ حدیث کے~~

کئی جواب ہیں۔

(۱) جتنی دیر وہ شخص نماز پڑھتا رہا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خطبہ روک دیا جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

(۲) خطبہ شروع ہونے سے پہلے اس نے نماز پڑھ لی تھی جب آپ منبر پر بیٹھے تھے خطبہ نہیں دے رہے تھے جیسا کہ نسائی میں ہے۔

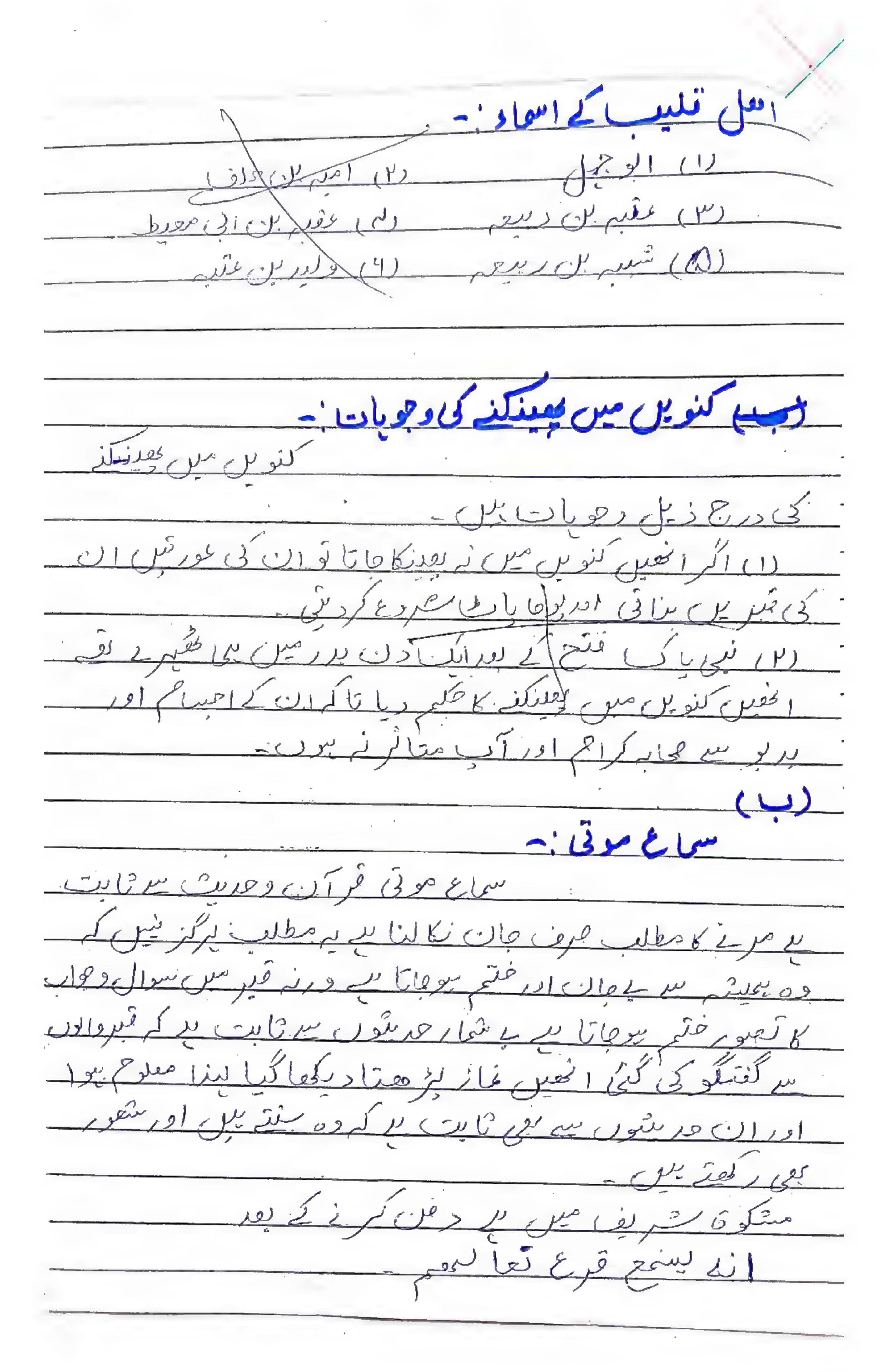
(۳) یہ حدیث پاک خطبہ میں گفتگو کے منسوخ ہونے سے پہلے کی ہے۔

سوال ۴ :-

(الف) ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا نبی پاک نے اہل قلیب پر جھانک کر فرمایا پالیا تم نے جو تم سے تمھارے رب نے وعدہ فرمایا تھا حق۔ عرض کی گئی مردوں سے بات کر رہے ہیں آپ تو آپ نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن وہ جواب نہیں دے رہے۔

جملہ لغوی حصنی کی صورت میں لکھنا تھا غلط ہو گیا



اہل قلیب کے اسماء :-

(1) ابو جہل　　(2) امیہ بن خلف
(3) عتبہ بن ربیعہ　　(4) عقبہ بن ابی معیط
(5) شیبہ بن ربیعہ　　(6) ولید بن عتبہ

انہیں کنویں میں پھینکنے کی وجوہات :-

کنویں میں پھینکنے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔
(1) اگر انہیں کنویں میں نہ پھینکا جاتا تو ان کی عورتیں ان کی قبریں بناتی اور ان کا ماتم شروع کر دیتیں۔
(2) نبی پاک فتح کے بعد ایک دن بدر میں ہی ٹھہرے تھے انہیں کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا تاکہ ان کے اجسام اور بدبو سے صحابہ کرام اور آپ متاثر نہ ہوں۔

(ب)

سماع موتی :-

سماع موتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے مرنے کا مطلب صرف جان نکالنا ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ہمیشہ سے بے جان اور ختم ہو جاتا ہے ورنہ قبر میں سوال و جواب کا تصور ختم ہو جاتا ہے بے شمار حدیثوں سے ثابت ہے کہ قبر والوں سے گفتگو کی گئی انہیں نماز پڑھتا دیکھا گیا لہذا معلوم ہوا اور ان حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ وہ سنتے ہیں اور شعور بھی رکھتے ہیں۔
مشکوٰۃ شریف میں ہے دفن کرنے کے بعد
انہ لیسمع قرع نعالہم

کئی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی قبر پر قرآن
پڑھتا ہے تو وہ سنتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔

باقی رہی انک لا تسمع الموتی الخ میں سننے کی نفی نہیں
بلکہ سنانے کی نفی ہے مطلب یہ ہے کہ ان میں سننے کی
قوت پیدا کرنے والے آپ نہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے
جبکہ اکثر مفسرین نے اس سے مراد کفار لیا ہے کیونکہ اگلا حصہ
"ولا تسمع الصم الدعاء الخ" اس کو ظاہر کرتا ہے کہ مراد
حقیقی مردے نہیں۔

بہت سے ایسے دیوبندی علماء جو متشدد نہیں انھوں نے
سماع موتی ثابت کیا ہے۔

دیوبند عالم مفتی تقی عثمانی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ ہم
سماع موتی کے منکر نہیں کیونکہ اس کے انکار سے بہت سارے
سوال پیدا ہوتے ہیں۔

امام بخاری کے دلائل :-

امام بخاری کے دلائل میں یہ آیتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) فزادتھم ایمانا

(۲) ویزداد الذین امنوا ایمانا۔

امام بخاری کے دلائل میں درج ذیل احادیث ہیں۔

(۱) کتب عمر بن عبد العزیز الی عدی ابن عدی ان للایمان فرائض الخ۔

(۲) قال ابراھیم علیہ السلام ولکن لیطمئن قلبی۔

(۳) قال معاذ اجلس بنا نؤمن ساعۃ

امام اعظم کے دلائل :-

(۱) وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الخ۔

(۲) وقلبہ مطمئن بالایمان۔

(۳) اولئک کتب فی قلوبہم الایمان۔

ان ساری آیتوں میں ایمان کو دل کی طرف منسوب کیا اور لڑائی کرنے والوں کو مومن کہا جبکہ لڑائی کرنا گناہ کبیرہ ہے اسی طرح " ان الذین امنوا وعملوا الصالحات " کہا یعنی عمل کا ایمان پر عطف کر کے تغایر کی طرف اشارہ کیا۔

سوال 2 :-

(الف)

ترجمہ :-

علم کی تلاش میں نکلنا حضرت جابر بن عبداللہؓ نے عبداللہ بن انیس کی طرف ایک حدیث کی خاطر ایک مہینہ سفر کیا

مقام :-

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے مدینہ منورہ سے ملک شام کی طرف سفر کیا۔

(ب)

جس حدیث کی خاطر سفر کیا وہ حدیث یہ ہے
"یحشر اللہ العباد فینادیھم بصوت یسمعہ من بعد کما یسمعہ من قرب الخ"
بعض نے کہا وہ حدیث یہ ہے "من ستر مسلما سترہ اللہ"
علامہ عینی فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ ایک ہی حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے یحشر اللہ العباد فینادیھم بصوت الخ۔

سوال 3 :-

(الف) عبارت کا ترجمہ :-

حضرت ام قیس بنت محصن سے روایت ہے بیشک وہ اپنے بچے کو نبی پاک کے پاس لے آئیں جس نے کھانا نہیں کھایا تھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے اپنی گود میں بٹھایا اس نے پیشاب کر دیا پانی منگوا کر اس پر چھڑکا اور اس کو اچھی طرح نہ دھویا۔

احناف کا مذہب:-

ہمارے نزدیک بچہ بچی دونوں کا پیشاب پلید ہے اور اسے دھونا پڑے گا۔

امام شافعی کا مذہب:-

امام شافعی کے نزدیک پلید تو دونوں ہیں لیکن انہوں نے دھونے میں فرق کیا ہے کہ بچی کے پیشاب کو اچھی طرح دھویا جائے جبکہ بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹے مار دینا ہی کافی ہے۔

وجہ:-

اس کی وجہ یہ ہے کہ بچی کے پیشاب کا مخرج کھلا ہوتا ہے جس سے پیشاب کپڑے پر پھیل جاتا ہے

(2018) بخاری شریف

سوال 1:-

(الف)

ایمان کا لغوی معنی:-

لغوی عمل ایمان کا
معنی ہوتا ہے "بے خوف کرنا"۔

اصطلاحی معنی:-

"هو التصديق بما جاء به النبي صلى الله
عليه واله وسلم"۔
یعنی جو کچھ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم لے آئے
اس کی تصدیق کرنا۔

اسلام کا لغوی معنی:-

اسلام کا لغوی معنی ہوتا ہے
"فرمانبرداری کرنا"

اصطلاحی معنی:-

"هو التصديق عن الاعتقادات كالايمان
بالله والرسول وشريعته والاعمال كالصلوة والزكوة
والحج"۔

ایمان واسلام کے مابین اتحاد اور تغایر کا بیان :-

مصداق کے لحاظ

سے ایمان اور اسلام میں اتحاد ہے جس پر ایمان صادق آتا ہے اس کو مسلمان کہنا بھی جائز ہے حدیث جبرائیل اور دوسری چند مشہور سے ایمان و اسلام میں تغایر ثابت ہوتا ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان کی تشریح عقائد سے کی اور اسلام کا بیان اعمال سے کیا۔

یعنی حدیث جو ایمان کے بارے میں ہے فرمایا ان تومن باللہ الخ اسلام کے بارے فرمایا پانچ نمازیں پڑھو، زکوٰۃ دو، روزہ رکھو وغیرہ۔

قرآن پاک میں فرمایا "قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا"۔

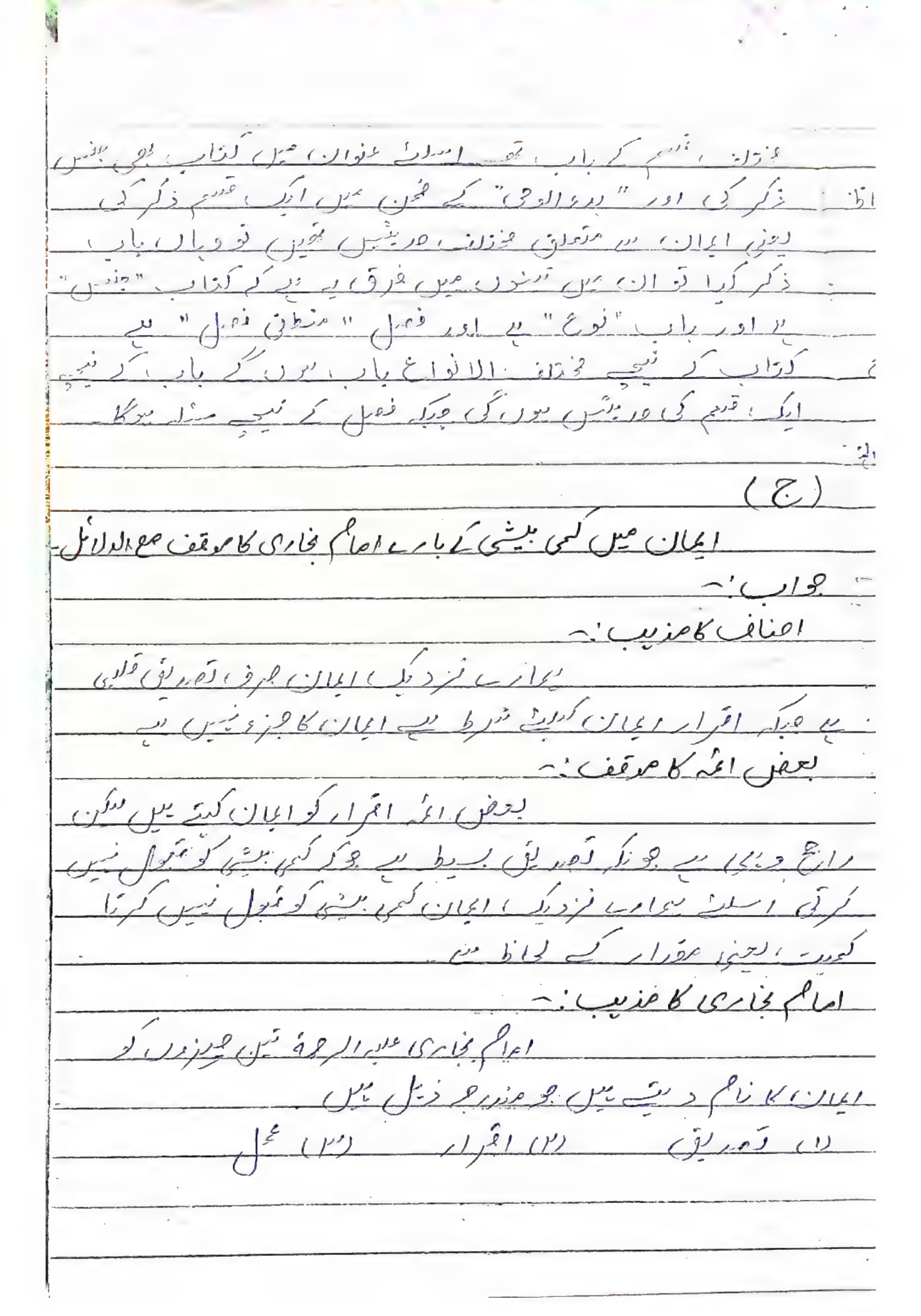
یہ آیت پاک بھی ظاہر کرتی ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے بہرحال شریعت کی نظروں میں جو مومن ہے وہ مسلم ہے اور جو مسلم ہے وہ مومن ہے کیونکہ عبادات کرنے والا وہی ہوتا ہے جس کا عقیدہ مسلمانوں والا ہوتا ہے۔

(ب)

مصنف علیہ الرحمۃ نے "بدء الوحی" کا ذکر کرنے کیلئے "باب بدء الوحی" کہا "کتاب بدء الوحی" نہیں کہا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :-

کتاب کا مطلب ہوتا ہے جس کے تحت مختلف قسم کے ابواب ہوں جیسے الایمان بالقدر، الایمان بالکتب وغیرہ جبکہ باب کے نیچے وہ حدیثیں لائی جاتی ہیں جو ایمانی امور کے متعلق ہوں لہذا اس کتاب میں کے ضمن میں



مختلف قسم کے باب بھی اسی عنوان میں کتاب بھی بلفظ
اذا ذکر کی اور "بدء الوحی" کے ضمن میں ایک قسم ذکر کی
یعنی ایمان سے متعلق مختلف احادیث تھیں تو وہاں باب
ذکر کیا تو ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ کتاب "جنس"
ہے اور باب "نوع" ہے اور فصل "منطقی فصل" ہے
کتاب کے نیچے مختلف الانواع باب ہوں گے باب کے نیچے
ایک قسم کی احادیث ہوں گی جبکہ فصل کے نیچے مسئلہ ہوگا
الخ

(ج)

ایمان میں کمی بیشی کے بارے امام بخاری کا موقف مع الدلائل۔

جواب:-

احناف کا مذہب:-

ہمارے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی ہے جبکہ اقرار ایمان کے لئے شرط ہے ایمان کا جزء نہیں ہے

بعض ائمہ کا موقف:-

بعض ائمہ اقرار کو ایمان کہتے ہیں لیکن راجح مذہب یہ ہے چونکہ تصدیق بسیط ہے جو کہ کمی بیشی کو قبول نہیں کرتی اسلئے ہمارے نزدیک ایمان کمی بیشی کو قبول نہیں کرتا کمیت یعنی مقدار کے لحاظ سے

امام بخاری کا مذہب:-

امام بخاری علیہ الرحمۃ تین چیزوں کو ایمان کا نام دیتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

(۱) تصدیق (۲) اقرار (۳) عمل

چونکہ امام بخاری کے نزدیک ایمان مرکب کا نام ہے اور آپ علیہ الرحمۃ اس میں کمی بیشی کے قائل ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک ایمان میں مقدار کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی ہے جبکہ ہمارے نزدیک مقدار کے لحاظ سے کمی بیشی نہیں ہوتی ہاں کیفیت کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی ہے کہ نور ایمان کمال ایمان تھوڑا بہت زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ یہ اختلاف حقیقتاً اختلاف نہیں صرف تعبیر کا فرق ہے ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک کی کئی آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایک شخص کلمہ پڑھے دل سے اگر مر جائے کوئی نیک عمل نہ کر سکے تب بھی اسے مومن کہا جائے گا تو اس سے واضح ہوا کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے۔

ہاں تعبیرات میں فرق ہے اور اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے دور میں معتزلہ کا زور تھا جن کا مذہب یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جز ہے تو آپ نے ان کے رد کے لئے یہ مذہب اختیار کیا جبکہ امام بخاری کے دور میں فرقہ مرجئہ کا زور تھا جو عمل کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے اور ان کا اصول ہے کہ "السیئۃ لا تضر مع الایمان" تو ان کے رد کے لئے امام بخاری نے یہ اصطلاح اختیار کی تو مقاصد مختلف ہونے کی وجہ سے تعبیرات میں فرق آیا ورنہ امام بخاری بھی عمل کے چھوڑنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

سالانہ　　　　بخاری شریف　　　　2019

السوال الاول:

(الف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے
شب قدر قیام کیا اسکے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(ب)

گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ گناہ صغیرہ گناہ کبیرہ
گناہ صغیرہ: نیک اعمال کرنے کیوجہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں
جسطرح کہ ایک نماز پڑھنے سے دوسری نماز تک
ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک رمضان سے دوسرے
رمضان تک صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں
لیکن کبیرہ گناہ توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوتے
اس حدیث میں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں۔

(ج)

سمعت عمر بن الخطاب علی المنبر
یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.
یاایھا الناس انما الاعمال بالنیات فمن کانت
ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ
فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امراۃ
ینکحھا الی ما ھاجر الیہ

وجہ تقدیم:-
ہر کام کا ثواب حسن نیت پر مبنی ہے
کیونکہ بدنیتی سے اچھے اعمال بے کار ہو جاتے ہیں
اسلئے شیخ و تلمیذ و تعلیم و تعلم میں حسن نیت کا ہونا ضروری ہے
ہر کام کی ابتدا میں نیت کا دخل ہے اسلئے سب سے پہلے
نیت والی حدیث کو بیان کیا۔

وحی کا معنی:- اشارہ کرنا۔ لکھنا۔ پیغام بھیجنا
دل میں بات ڈالنا۔ ذبح کرنے میں جلدی کرنا
اصطلاحی معنی:- وہ کلام جو اللہ عزوجل کیطرف سے نبی پر اتارا جائے

وحی کی اقسام: ۱ بلا واسطہ ملک بنفس نفیس
۲ وحی جو فرشتہ کی وساطت سے ہو
۳ انبیاء علیہم السلام کے خواب میں القاء کرنا
ان روح الامین نفث من روعی

السوال الثانی:-
(الف)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کی نشانیوں میں چند نشانیاں
یہ ہیں علم اٹھ جائے گا اور جہالت قائم ہو جائے گی اور شراب پی جائے گی
اور زنا عام ہو جائے گا۔
علم کے اٹھ جانے کی کئی وجوہات ہیں ۱ علماء اٹھالیں جائیں گے
۲ باعمل علماء اٹھالیں جائیں گے ۳ لوگوں کا علم کیطرف رجحان کم ہو جائے گا
جہالت کیوجہ سے اسلامی احکام کو نافذ نہیں کیا جائے گا
اور شراب کو گناہ نہیں سمجھا جائے گا بلکہ امراء اور اہل ثروت
اسمیں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور زنا عام ہو جائے گا ہر ایک فرد مبتلا ہو جائے گا۔

ب) حسد دو آدمیوں سے جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے
ایک وہ انسان جسکو رب عزوجل نے مال دیا اور وہ اللہ کی راہ
میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ ہے جسکو رب عزوجل نے
علم کی دولت سے نوازا وہ ہر وقت علم کی تدریس و مشغولیت میں رہتا ہے۔

السوال الثالث:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر لوگ جانتے اذان میں اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے
پھر اگر وہ ثواب کو نہ پاتے تو قرعہ اندازی کرتے اگر انہیں کرنی پڑتی
تو وہ ضرور کرتے اسمیں شریک ہوتے۔ اگر وہ جانتے پہلے وقت
میں نماز پڑھنے میں کتنا ثواب ہے البتہ وہ اسکی طرف دوڑتے
اگر وہ جانتے عشاء اور فجر کی نماز میں کتنا ثواب ہے
اگر انہیں گھٹنوں کے بل آنا پڑتے وہ ضرور گھٹنوں کے بل آتے
تشریح:۔ جس نے عشاء اور فجر کی نماز کو جماعت سے ادا کیا
گویا کہ اس نے پوری رات عبادت میں گزاری۔
یہ دونوں نماز یں منافق پر بھاری ہیں اور مومن پر آسان ہے

ب)

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ
ات محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی
وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔
اذان کی فضیلت۔ جس نے سات سال اذان دی
اللہ عزوجل کی خاطر تو اللہ عزوجل مغفرت فرماتا ہے اور اسکو جنت میں
بھیجے گا۔ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو قیامت کے دن ہر چیز گواہی دے گی
جس نے سنا ہوگا۔ مؤذنین کی قیامت کے دن گردنیں لمبی ہونگیں۔
جب اذان ہوتی ہے اللہ کی رحمت برستی ہے وہاں سے شیطان فرار ہوجاتا ہے

السوال الرابع:۔

(الف)

نجاشی حبشہ میں فوت ہوا۔

(ب)

مسئلہ: امام اعظم و امام مالک رضی اللہ عنہما
کے نزدیک غائبانہ نماز جائز نہیں ہے
امام شافعی و احمد کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے
انکی دلیل مذکورہ حدیث ہے نجاشی والی۔

احناف و مالک کا جواب:

۱- حضور دراز علاقہ جات میں بہت سے صحابہ نے وصال فرمایا
لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا جنازہ نہیں پڑھوایا

۲- یہ آپکی خصوصیات میں سے ہے۔

۳- رب تعالیٰ نے زمین کو لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا
نجاشی کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے۔

سالانہ بخاری شریف 2020

السوال الاول:۔

(الف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول میں تم سب سے زیادہ اللہ عزوجل کو جانتا ہوں، اور بے شک معرفت دل کا فعل ہے۔ کیونکہ رب عزوجل نے فرمایا: لیکن وہ تمہاری گرفت فرمائے گا جو تمہارے قلوب نے ارادہ کیا۔

مناسبت:۔

اس باب کی گزشتہ باب سے مناسبت اس طرح ہے گزشتہ باب میں یہ تھا کہ اپنے دین کو بچانے کیلئے فتنہ سے بھاگنا چاہیئے اور اس باب میں معرفت کا بیان ہے جتنی معرفت ہوگی اتنا ہی دین قوی ہوگا۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے معرفت سے مراد تصدیق لی ہے تصدیق ہی ایمان ہے۔

(ب)

جب صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم آپ کی طرح نہیں ہیں عمل میں آپ تو معصوم ہیں اگر بالفرض ذنب تسلیم کر بھی لیں تو اللہ عزوجل نے آپکی شہادت دی ہے

لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک الخ

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور ناراضگی آپ کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی

"انا لسنا" سے مراد صحابہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود آپ کثرت سے عبادت کرتے ہیں اور لیکن ہمارے گناہ بہت زیادہ ہیں۔

ہمیں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیئے
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا
دوسری روایت انی اخشاکم و اعلمکم باللہ انا۔

(ج)
نہیں لیا جائے گا انسان دل کے ارادے کیونکہ سے
آیت مذکورہ اور معرفت کے درمیان نسبت تساوی ہے۔

السوال الثانی :۔

(ج)
خطبہ کے وقت ایک بدو آیا اور اس نے آ کر عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قحط سالی کیوجہ سے ہم
مر رہے ہیں اور ہمارے جانور بھی پیاس سے نڈھال ہو چکے ہیں
اور زمینیں خشک ہو چکی ہیں دعا فرمائیں اللہ تعالی ہم پر
بارش نازل فرمائے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے بارش کی دعا مانگی
بارش شروع ہو گئی اور آئندہ جمعہ تک جاری رہی۔

ما حکم التکلم :۔

خطبہ کے وقت تکلم جائز نہیں اسکے کئی جوابات ہیں
نمبر ا۔ یہ احادیث اس وقت کی ہیں جب خطبہ
میں کلام کرنا جائز تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔
نمبر ۲: یہ گفتگو خطبہ سے پہلے کی ہے۔

السوال الثالث:

(الف)

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس تشریف لائے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں تحقیق آئی ہیں
اس حال میں آپ کے پاس برتن ہیں جس میں سالن
یا کھانا یا شراب ہیں تو آپ کے پاس آئیں گی
تو آپ انہیں اپنے رب اور میری طرف سے سلام پیش فرمائیں
اور آپ ایسے گھر کی خوشخبری سنائیں جس میں نہ شور و غل
نہ دکھ اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔

(ب)

1۔ سیدہ عابدہ زاہدہ فاضلہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
سب سے پہلے اسلام لائیں۔
2۔ اللہ عزوجل کی طرف سے کئی مرتبہ سلام آیا۔
3۔ آپ نے مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیا۔

(ج)

ایک مرتبہ تزویج کی اور آپکی اولاد کے اسماء گرامی۔
حضرت فاطمہ حضرت ام کلثوم حضرت رقیہ حضرت زینب رضی اللہ عنھن
حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

السوال الرابع:-

(الف)

ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھیں گے سو کسی شخص پر بالکل
ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور سب آدم کے اعمال اور قول کو تولا جائے گا۔

عن سلمان قال فترہ بین عیسی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ستمائة سنة

(ب)

نمبر ۱ اللہ عزوجل کے افعال معلل بالاغراض ہیں
خواہ ہم اس پر مطلع ہوں یا نہ ہوں۔ ہمارا مطلع نہ ہونا
عبث کو ثابت نہیں کرتا۔

نمبر ۲ اعمال کو نہیں بلکہ صحیفوں کو تولا جائے گا۔

نمبر ۳ اللہ عزوجل اعمال کو قیامت میں نورانی صورت دے گا۔

(ج)

"لا"